تلخیص نصب العماد فی جرح الحسن بن زیاد

تالیف: فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: ابو امیمہ اویس

منہاج السنۃ النبویۃ
HYDERABAD TS INDIA
MINHAJ-US-SUNNAT LIBRARY

منہاج السلفیہ
کے زیر اہتمام
مِنهاجُ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّة ﷺ لائبریری
حیدرآباد دکن میں منہج سلف صالحین پر مشتمل مستند کتب کا پی ڈی ایف ذخیرہ کا مرکز
MINHAJ'US SUNNAT-UN-NABAVIYA ﷺ LIBRARY

معزز قارئین توجہ فرمائیں

منہاج السنت (minhaj-us-sunnat) پر دستیاب تمام پی ڈی یف کتب (PDF) قارئین کے مطالعے کے لیے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لیے اپلوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی پی ڈیف کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان پی ڈی یف کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغِ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں۔

PDF کتب کی ڈاؤلوڈنگ کے لیے درجِ ذیل لنک پر رابطہ فرمائیں:

archive.org/details/@minhaj-us-sunnat

بسم الله الرحمن الرحيم

خطبہ مسنونہ

انَّ الْحَمْدَ لِلهِ ،نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،أَمَّابَعْدُ،فَإِنَّ خَيْرَالْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ،وَخَيْرُالْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(آل عمران :١٠٢)

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا- يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

(الأحزاب :٧٠-٧١)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾

(النساء :١)

(صحیح المسلم، کتاب الجمعۃ، باب: تخفیف الصلاۃ والخطبۃ (باب: نماز اور خطبہ مختصر پڑھانے کا بیان)، حدیث نمبر: ۸۶۷/ ۴۳[۲۰۰۵] - ۸۶۸/ ۴۶[۲۰۰۸]۔ سنن ابوداود: ۲۱۱۸۔ وسنن ابن ماجہ: ۱۸۹۳، ۴۵۔ وسنن النسائی: ۱۵۷۹۔ مسند احمد: ۳۷۲۰، ۳۳۷۵، ۴۱۱۵، ۴۱۱۶)

محدث العصر فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۱۴۳۵ھ، ۲۰۱۳ء) کی مشہور کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات اور مجلہ الحدیث سے "تلخیص نصب العماد فی جرح الحسن بن زیاد" کا خلاصہ مع فوائد پیشِ خدمت ہے، جس سے صاف ثابت ہے کہ جلیل القدر محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم نے حنفی فقیہ حسن بن زیاد اللؤلؤی پر شدید جرح کر رکھی ہے۔

اضافہ

حسن بن زیاد لؤلؤی کا مختصر تعارف

نام: حسن بن زیاد

شہرت: حسن بن زیاد اللؤلؤی

کنیت: ابو علی

نسب: کوفی

رتبہ: کذاب

سکونت: بغداد، کوفہ

عہدہ: قاضی

متوفی: ۲۰۴ھ (۷۳۴-۸۱۴ء)

اساتذہ

۱:- ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی (ضعیف الحدیث)

۲:- اسرائیل بن یونس سبیعی (ثقہ)

۳:- حسن بن عمارہ بجلی (متروک الحدیث)

۴:- قاسم بن ابی ایوب اسدی (ثقہ)

۵:- سلمی بن عبد اللہ ہمدانی (متروک الحدیث)

۶:-عبد الغفار بن قاسم نجاری (متروک الحدیث)

۷:-امام ابن جریج (ثقہ)

۸:-عمار بن رزیق ضبی (ثقہ)

۹:- قیس بن ربیع اسدی (صدوق تغیر لما کبر وادخل علیہ ابنہ مالیس من حدیثہ)

۱۰:-مالک بن مغول بجلی (ثقہ ثبت)

۱۱:- محمد بن یعلی سلمی (ضعیف الحدیث)

۱۲:-موسی بن عمیر تمیمی (ثقہ)

۱۳:-عباس بن حسن نخعی (مجہول)

تلامذہ

۱:-اسماعیل بن موسی (صدوق یتشیع)

۲:- حسن بن حماد ضبی (صدوق حسن الحدیث)

۳:-شعیب بن ایوب واسطی (صدوق حسن الحدیث)

۴:- محمد بن ادریس حنظلی (احد الحفاظ)

۵:-ابراہیم ابن عبد اللہ کجی (ثقہ حافظ)

۶:-ادریس بن یونس حرانی (مجہول الحال)

۷:-اسماعیل بن موسیٰ بجلی (ثقہ متقن)

۸:-سری بن سہل ہمدانی (متہم بالوضع)

۹:-عبداللہ بن اسامہ کلبی (ثقہ)

۱۰:-محمد بن شجاع بغدادی (یضع الحدیث)

۱۱:-عمر بن ابراہیم ثقفی (مجہول الحال)

۱۲:-ولید بن حماد اللؤلؤی (مقبول)

۱۳:-زکریا بن زیاد (انفرد بتوثیقہ ابن حبان)

۱۴:-ادریس بن ابراہیم (مجہول الحال)

۱۵:-حسن بن ابی عنبس کوفی (مجہول الحال)

جرح مفسر

۱:- أبو أحمد بن عدي الجرجاني رحمه الله تعالى: له أحاديث وليست صنعته الحديث فيدري ما يحدث عن من حدثه والكلام فيه وعليه فضل وهو ضعيف.

۲:- أبو الحسين الرهاوي رحمه الله تعالى: كتبت عن الحسن بن زياد كتبه وكنت لزمته فرأيته يوما في الصلاة وغلام أمرد إلى جانبه في الصف فلما سجدوا مد يده إلى خد الغلام فقرصه وهو ساجد ففارقته وجعلت على نفسي أن لا أحدث عنه بشيء ابدا.

۳:- أبو ثور بن إبراهيم الكلبي رحمه الله تعالى : ما رأيت أكذب من اللؤلؤي كان على طرف لسانه ابن جريج عن عطاء.

٤:- أبو حاتم الرازي رحمه الله تعالى : ضعيف الحديث ليس بثقة ولا مأمون.

٥:- أبو داود السجستاني رحمه الله تعالى : كذاب غير ثقة ولا مأمون.

٦:- أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى: ضعيف الحديث.

٧:-أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله تعالى : ليس بثقة ولا مأمون.

٨:- أحمد بن عبد الحميد الحارثي رحمه الله تعالى : ما رأيت أحسن خلقا من الحسن بن زياد ولا أقرب مأخذا ولا أسهل جانبا قال وكان الحسن يكسو مماليكه كما يكسو نفسه.

٩:- الحسين بن محمد الجريري رحمه الله تعالى : رأيت الحسن بن زياد يلعب بزب صبي.

١٠"-الدارقطني رحمه الله تعالى: ضعيف متروك ذكره في الضعفاء والمتروكين.

١١:- حماد بن أسامة الكوفي رحمه الله تعالى : سماه الجبت، ومرة: الخبيث.

١٢:- شريك بن عبد الله النخعي رحمه الله تعالى : قال لرجل يسأله ويعلمه بمعرفته حسن بن زياد بن اللؤلؤي: لقد عرفت شرا لقد عرفت شرا.

١٣:- صالح بن محمد جزرة رحمه الله تعالى : ليس بشيء لا هو محمود عند أصحابنا ولا عندهم، كان يتهم قال بداء سوء وليس هو في الحديث بشيء.

١٤:- علي بن المديني رحمه الله تعالى : لا يكتب حديثه.

١٥:- محمد بن حميد الرازي رحمه الله تعالى : ما رأيت أسوأ صلاة من الحسن بن زياد اللؤلؤي.

١٦:-محمد بن رافع النيسابوري رحمه الله تعالى : كان الحسن بن زياد اللؤلؤي يرفع رأسه قبل الإمام ويسجد قبله، قال: وسمعته يقول: أليس قد جاء الحديث من قطع سدرة صوب

الله رأسه في النار رأيتم إن قطع نخلة قالوا إنما جاء الحديث في السدرة، قال: فمن قطع نخلة صوب الله رأسه في النار مرتين۔

۱۷:- محمد بن عبد الله بن نمير رحمه الله تعالى : يكذب على ابن جريج۔

۱۸:- وكيع بن الجراح رحمه الله تعالى : قيل له إن السنة مجدبة، فقال: وكيف لا تجدب وحسن اللؤلؤي قاضي وحماد بن أبي حنيفة۔

۱۹:- يحي بن معين رحمه الله تعالى : كذوب ليس بشيء، ومرة: كذاب خبيث، ومرة: كذاب۔

۲۰:- يزيد بن هارون الأيلي رحمه الله تعالى : لما سئل عنه، قال: أومسلم هو۔

۲۱:- يعقوب بن سفيان الفسوي رحمه الله تعالى : كذاب۔

۲۲:- هيثم بن خلف الدوردي رحمه الله تعالى : اتق اللؤلؤي۔

-اضافہ ختم-

(ابو علی، مولی انصار کوفی، صاحب ابي حنيفه) حسن بن زیاد اللؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ[۳۴-۷-۸۱۴ء]) کے بارے میں محدثینِ کرام اور علمائے عظام رحمہم اللہ کی گواہیاں اور تحقیقات پیشِ خدمت ہیں:

حسن بن زیاد اللؤلؤی (حنفی فقیہ) کے حالات بلحاظِ جرح وتعدیل: سب سے پہلے "لسان المیزان" میں سے حسن بن زیاد کا تذکرہ نقل کرکے اس کا ترجمہ و تحقیق قلم بند کی ہے، اور بعد میں دیگر فوائد کا استدراک کیا ہے، اس تمام تحقیق میں اصولِ حدیث اور اصولِ جرح وتعدیل کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے، ثابت اور غیر ثابت، دونوں کو واضح کردیا گیا ہے تاکہ کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا﴾ اور جب بات کرو تو عدل وانصاف (سے بات) کرو۔ (الأنعام: ۱۵۲)

اس مضمون میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ حسن بن زیاداللؤلؤی کذاب خبیث اور غلط حرکات کا مرتکب ایک ساقط العدالت فقیہ تھا، کوثری پارٹی (محمد زاہد کوثری (۱۲۹۶-۱۳۷۱ھ / ۱۸۷۹-۱۹۵۲ء) اور ذریتِ کوثری) دن رات، جھوٹ کو سچ اور سیاہ کو سفید ثابت کرنے کی کوشش میں مگن ہے، جلیل القدر محدثین کرام کی گواہیوں کے مقابلے میں ان لوگوں کا حسن بن زیاد مذکور کو ثقہ و موثق ثابت کرنے کی کوشش باطل ہے، سب سے پہلے لسان المیزان ("لسان المیزان" المؤلف: ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (متوفی:۸۵۲ھ)) کی عبارت مع ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں (لسان المیزان:۲/۲۰۸، میں): "الحسن بن زياداللؤلؤی الكوفی عن ابن جريج وغيره،وتفقه على أبی حنيفةروى أحمدبن أبی مريم وعباس الدوری عن يحيي بن معين رحمه الله تعالى: كذاب،وقال محمدبن عبدالله ابن نمير:يكذب على ابن جريج،وكذاكذبه أبوداؤد رحمه الله تعالى فقال؛كذاب غيرثقة" حسن بن زیاد اللؤلؤی الکوفی، ابن جریج (ابو الولید عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج الاموی (۸۰-۱۵۰ھ)) وغیرہ سے (اس نے روایت کی ہے) اور ابو حنیفہ سے فقہ سیکھی ہے۔ (حسن بن زیاد نے ابو حنیفہ سے فقہ سیکھی / اس کی صحیح متصل دلیل معلوم نہیں ہے۔ واللہ اعلم)

احمد (بن سعد بن الحکم) ابن مریم (ابو محمد سعید بن الحکم بن محمد بن سالم الجمحی مولاہم المصری، الشہیر بسعید بن ابی مریم (۱۴۴-۲۲۴ھ)) (صحیح /الكامل لابن عدى:۲ /۷۳۱-۷۵۰، لفظ "كذوب ليس بشئ" وسنده صحيح) اور عباس (بن محمد) الدوری (صحیح /تاريخ ابن معين[رواية عباس الدورى]:۱۷۶۵، وضعفه فى بعض الروايات [انظر الضعفاء للعقيلى: ۱ /۲۲۷، سنده صحيح.

تاریخ بغداد:۷ /۳۱٦،وسنده حسن والتناقض فی الأقوال]) نے (حسن بن زیاد کے بارے میں) یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ: کذاب ہے۔

محمد عبداللہ بن نمیر (ابو عبد الرحمن محمد بن عبد اللہ بن نمیر الہمدانی الخارفی (۱۶۰-۲۴۰ھ)) نے کہا: وہ ابن جریج پر جھوٹ بولتا ہے (ضَعیفٌ/ الکامل:۲/۷۳۱، وسندہ ضعیف، اس میں ابن سعید (یعنی ابن عقدہ) راوی ضعیف ہے دیکھئے:سوالات حمزة السهمي:١٦٦ - والكامل:١ /٢٠٩- تاريخ بغداد:٢ /٢٣٧- لسان الميزان:١ /٢٦٣-٢٦٦ -التنكيل للمعلمي اليماني١/٢١٩-٤٦١٠ مقدمةمسائل محمد بن عثمان بن ابى شيبة(تحقيقی):١٤-١٥)

اور اسی طرح اسے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن الاشعث، صاحب السنن:۲۰۲-۲۷۵ھ) نے جھوٹا قرار دیا اور فرمایا:وہ کذاب غیر ثقہ ہے۔(ضَعیفٌ /تاریخ بغداد:۷ /۳۱۷-۳۱۸،بلفظ"كذاب غيرثقةولامأمون"وسنده ضعيف ،اس کاراوی ابوعبید محمد بن علی الآجری غیر موثق و مجہول الحال ہے، دیکھئے:مقدمةسوالات الآجرى:٤١،اور میری کتاب:القول المتين فی الجهر بالتامين :٢٠-٢١)

("لسان المیزان" میں ابن المدینی (متوفی:۲۳۴ھ) ،ابوحاتم الرازی (متوفی:۲۷۷ھ)،امام دار قطنی (متوفی:۳۸۵ھ) اور محمد بن حمید الرازی (متوفی:۲۴۸ھ) رحمہم اللہ کے اقوال نقل کئے گئے ہیں):

"وقال ابن المدينى رحمه الله تعالى:لا يكتب حديثه وقال أبوحاتم رحمه الله تعالى:ليس بثقةولامأمون وقال الدارقطنى رحمه الله تعالى:ضعيف متروك وقال محمدبن حميدالرازى رحمه الله تعالى:مارأيت أسوأصلوةمنه(لسان الميزان:٢/ ٢٠٨)"۔

(علی بن عبد اللہ بن جعفر، عرف) ابن المدینی نے کہا: اس کی حدیث لکھی نہیں جاتی (ضَعیفٌ/تاريخ بغداد:٧ /٣١٦ ،بلفظ"أسدبن عمرووالحسن بن زياد اللؤلؤى لا يكتب حديثهما"،وسنده

ضعیف، اس کے راوی عبداللہ بن علی بن عبداللہ المدینی کی توثیق نامعلوم ہے دیکھئے:تاریخ بغداد:۱۰،۹،۱۰-۵۱۱۹- وسوالات حمزة السهمي للدارقطني وغیرہ(۳۲۳)بلکہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول اس راوی کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے[دیکھئے:سوالات حمزة السهمي للدارقطني:۳۸۷])

اور ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ نہ ثقہ ہے اور نہ مامون (امین، قابلِ اعتماد) ہے(صحیح/الجرح والتعدیل:۳/۱۵، بلفظ"ضعیف الحدیث لیس بثقةولامأمون"اور یہی قول علل الحدیث لابن ابی حاتم: ۲/۴۳۲، ح:۲۸۰۶، میں موجود ہے)

(عبداللہ بن علی بن عبداللہ المدینی کے بارے میں) دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ضعیف متروک ہے(کتاب الضعفاءوالمتروکین:۱۸۷)

تنبیہ :" ضَعِیفٌ"والا قول باسند صحیح نہیں ملا، کذاب متروک والا قول صحیح ہے۔

محمد بن حمید الرازی(حافظ ضعیف وکان ابن معین حسن الرأی فیه[تقریب التهذیب:٥٨٣٤]یہ (محمد بن حمید)الرازی سخت مجروح راوی ہے، دیکھیے :تهذیب التهذیب:۹/۱۲۷-۱۳۱، وغیرہ)نے کہا: میں نے اس سے زیادہ، غلط طریقے پر نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا(ضَعِیفٌ / الکامل لابن عدی:۲/۷۳۱، وسنده ضعیف، اس کا راوی احمد بن حفص السعدی ضعیف ہے، دیکھئے:الکامل لابن عدی:۱/۲۰۲-۲۰۳۔ولسان المیزان:۱۶۲/۸-۱۶۳)

البويطي سمعت الشافعي رحمه الله تعالى يقول قال لي الفضل بن الربيع انا اشتهي مناظرتك واللؤلؤي فقلت انه ليس هناك فقال أنا اشتهي ذلك قال فاحصرنا وأتينا بطعام فأكلنا فقال رجل معي له ما تقول في رجل قهقه في الصلاة قال بطلت صلاته قال

فطهارته قال فطهارته قال فما تقول في رجل قذف محصنة في الصلاة قال بطلت صلاته قال فطهارته قال بحالها فقال له قذف المحصنات أشد من الضحك في الصلاة قال فأخذ اللؤلؤي نعليه وقام فقلت للفضل قد قلت لك أنه ليس هناك(لسان الميزان:۲/ ۲۰۸)

بویطی(متوفی:۲۳۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ(يوسف بن يحيىٰ القرشي...صاحب الشافعي ثقه فقيه من أهل السنة[التقريب:۷۸۹۲])سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ(امام محمدبن ادريس الشافعي رحمہ اللہ تعالیٰ:فقيه البدن صدوق اللسان،قاله أبوحاتم الرازى [آداب الشافعي ومناقبه لابن ابي حاتم :٦٦،وسنده صحيح])سے سنا،انہوں نے فرمایا:مجھے(وزیر)فضل بن ربیع(حاجب (اميرالمؤمنين)هارون الرشيد[تاريخ بغداد:۲/۳۴۳-٦۷۸۵])نے کہا:میں آپ کو لوکوی سے مناظرہ کرانا چاہتاہوں ،میں نے کہا:وہ نہیں کرسکتا،اس نے کہا: میں کرانا چاہتاہوں ،پس اس نے ہمیں اکٹھا کیااور کھانا لایا گیاتوہم نے کھایا،میرے ایک ساتھی نے اس(لوکوی)سے کہا:جو شخص نماز میں قہقہہ لگاکر ہنس پڑے اس کے بارے میں آپ کا کیاخیال ہے ؟اس نے کہا:نماز باطل ہو گئی،اس آدمی نے کہا:اور وضوء؟لوکوی نے کہا:وضوء بھی ٹوٹ گیا،اس آدمی نے پوچھا:آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیاخیال ہے جو نماز میں کسی پاک دامن عورت پرزنا کی تہمت لگائے؟اس نے کہا نماز فاسدہوگئی،❁اس نے پوچھا:اوروضوء؟لوکوی نے کہا:وضوءبر قرار ہے،تووہ آدمی بولا:آپ کے نزدیک نماز میں پاک دامن پر زنا کی تہمت لگانا نماز میں ہنسنے سے کم تر ہے ؟تولوکوی اپنے جوتے لے کر اٹھ کھڑا ہوا(اور بھاگ گیا)میں نے فضل سے کہا:میں نے آپ کو پہلے کہا تھا کہ اس کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ وہ مناظرہ کرسکے(صحیح/ الكامل لابن عدى:۲/۷۱۳ ۔ وعنه البيهقى فى مناقب الشافعى:۱/۲۱۸-۲۱۹)

ابو جعفر محمد بن زاہر بن حرب بن شداد النسائی کے بارے میں ابو حاتم الرزای رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:ولم يكن به بأس[الجرح والتعديل:۷ /٢٦٠]دوسری سند(آداب الشافعى ومناقبه لابن ابى حاتم:۱۲۸،اس میں

ابو محمد السجستانی کی توثیق نامعلوم ہے، تاریخ دمشق لابن عساکر:٥٤/ ٢٩٩،عن ابن ابی حاتم وعنده ابوالحسن السجستانی!؟) تیسری سند(مناقب الشافعی للبیهقی:١ /٢١٧-٢١٨،اس میں ابوسلیمان نامعلوم ہے))

(لسان المیزان:٢ /٢٠٨)

(وضاحت):سیدنا جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ نماز میں ہنسنے کی وجہ سے دوبارہ وضوء کرنے کے قائل تھے(سنن الدارقطنی:١ /١٤،حدیث:٦٥٠،وسنده صحیح)

یہی تحقیق عطاء بن ابی رباح(تابعی:ابو محمد عطاء بن ابی رباح اسلم بن صفوان(٢٧-١١٤ھ)) رحمۃ اللہ علیہ (مصنف ابن ابی شیبة:٣٨٧/١،حدیث:٣٩١٣،وسنده صحیح)

عروہ بن الزبیر(تابعی:ابو عبد اللہ عُروۃ بن الزُبیر بن العوام(رضی اللہ عنہ)الاسدی(٢٣-٩٤ھ)) رحمۃ اللہ علیہ (مصنف ابن ابی شیبة،حدیث:٣٩١٢،وسنده صحیح)

محمد بن مسلم الزہری(تابعی: محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب القرشی الزہری ابو بکر المدنی(٥٨-١٢٤ھ)) رحمۃ اللہ علیہ(مصنف عبدالرزاق:٢ /٣٧٧،حدیث:٣٧٦٥،وسنده صحیح)

اور قاسم بن محمد(تابعی مدنی:ابو محمد القاسم بن محمد بن ابو بکر(رضی اللہ عنہ)تیمی(٣٥-١٠٧ھ)) رحمۃ اللہ علیہ (مصنف عبدالرزاق،حدیث:٣٧٦٩،وسنده صحیح)کی ہے۔

یاد رہے کہ نماز میں ہنسنے سے نماز بالاجماع ٹوٹ جاتی ہے(الاجماع لابن المنذر،صفحه :٣٢،رقم:٦)

"وقال محمدبن رافع النيسابورىرحمه الله تعالى:كان الحسن بن زياديرفع رأسه قبل الامام ويسجدقبله،مات سنةأربع ومائتين وكان رأساًفى الفقه،انتهى

وقال النضربن شميلرحمه الله تعالى لرجل كتب كتب الحسن بن زياد:لقدجلبت الى بلدک شراً"

محمد بن رافع النیسابوری(متوفی:۲۴۵ھ)رحمۃ اللہ علیہ(ثقة عابد[تقریب التهذيب:۲/۵۸۷])نے کہا:حسن بن زیاد(نماز میں)امام سے پہلے سر اٹھاتا تھااور امام سے پہلے سجدہ کرتا تھا(صحیح /کتاب الضعفاءللعقیلی:۲/۲۲۷-۲۲۸-۲۷۲،وسنده صحيح-اخبارالقضاةلوكيع بن خلف:۱۸۹/۳)وہ دوسو چار(۲۰۴ھ)میں فوت ہوااور(حنفی)فقہ میں سردار تھا(ہم ایسے فقہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں جس میں امام سے پہلے سجدہ کیاجائے اورامام سے پہلے سر اٹھایاجائے،نماز کی حالت میں لڑکوں کے بوسے لئے جائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ"جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اسے اس کاڈر نہیں کہ اللہ اس کا سر گدھے کا سر بنادے(صحیح المسلم،کتاب الصلاۃ،باب:باب النَّهْيِ عَنْ سَبْقِ الإِمَامِ، بِرُكُوعٍ أَوْسُجُودٍوَنَحْوِهِمَا،حدیث نمبر:۴۲۷[۹۶۳]۔وصحیح البخاری،کتاب الاذان، باب: إِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ،حدیث نمبر:۶۹۱۔وسنن ابوداود،:۶۲۳)

انتھی(یہاں تک میزان الاعتدال :۴۹۱/۱-۱۸۴۹،کی عبارت ہے،اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے)نضربن شمیل(ابو الحسن النضر بن شمیل بن خرشتہ بن یزید بن کلثوم المازنی تمیمی بصری(۱۲۲-۲۰۳ھ))رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی سے کہا:جس نے حسن بن زیاد کی کتابیں لکھی تھیں:تووہ اپنے علاقے کی طرف شر لے گیاہے(ضعیف / تاريخ بغداد:۳۱۵/۷،وسنده ضعيف)

(لسان الميزان:۲/ ۲۰۹)

"وقال جزرة رحمه الله تعالى:ليس بشئ،لاهومحمودعندأصحابناولاعندهم يعنى أصحابه،قيل له:بأى شئ تتهمه؟قال:بداءوليس هوفى الحديث بشئ،

وقال أبوداود رحمه الله تعالى:عن الحسن بن على الحلونى:رأيت اللؤلؤى قبّل غلاماًوهوساجد

وقال أبوداود رحمه الله تعالى ماتقدم وزاد:ولامأمون،وقال أبوثور:مارأيت أكذب من اللؤلؤى،كان على طرف لسانه:ابن جريج عن عطاء"

اور(صالح بن محمد البغدادی)جزرہ رحمۃ اللہ علیہ(متوفی:۲۹۳ھ)(وكان صدوقًاثبتاًأميناً۔۔۔الخ[تاریخ بغداد:۹/۳۲۳-۳۲۸،٤٨٦٢])نے کہا:وہ کچھ چیز نہیں ہے، وہ نہ ہمارے ساتھیوں کے نزدیک اچھاہے اور نہ اپنے ساتھیوں کے نزدیک اچھاہے، پوچھاگیاکہ آپ اسے کس چیز میں متہم سمجھتے ہیں؟انہوں نے کہا:بری بیماری کے ساتھ(یعنی قومِ لوط کی حرکات والی بیماری)اور وہ حدیث میں کچھ چیز نہیں ہے۔(ضَعِيفٌ / تاريخ بغداد:۷/ ۳۱۵،اس میں ابوالعلاء محمد بن علی الواسطی ضعیف ہے، دیکھئے: تاريخ بغداد:۳/۹۵-۹۹-۱۰۹٤وميزان الاعتدال:۳/٦٥٤-ولسان الميزان:۵/۲۹٦-۲۹۷)

ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بن علی الحلوانی(ابو محمد،ابو علی، الحسن بن علی بن محمد الہذلی الحلوانی الریحانی الخلال (متوفی:۲۴۲ھ)) رحمۃ اللہ علیہ(ثقة،حافظ له تصانيف[التقريب:١٢٦٢])سے نقل کیاکہ:میں نے دیکھا،لؤلؤی نے سجدے کی حالت میں ایک لڑکے کا بوسہ لیاتھا(صَحِيحٌ / تاريخ بغداد:۷/۳۱٦،وعنده الحسن بن زياد الحلوانى وهوخطأمطبعى،وسنده صحيح)

[ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لولوی کذاب غیر ثقہ اور" ولامأمون "(غیر امین، ناقابلِ اعتماد)]۔(ضعیف / تاریخ بغداد:۷ /۳۱۷-۳۸۲۷،بلفظ"كذاب غيرثقةولامأمون"وسنده ضعيف،اس کاراوی ابوعبید محمد بن علی الآجری غیر موثق و مجہول الحال ہے،دیکھئے:مقدمةسوالات الآجري:٤١،اور میری کتاب:القول المتین فی الجہر بالتامین :۲۰-۲۱)

ابوثور(ابراہیم بن خالد(متوفی:۲۴۶ھ))نے کہا:میں نے لولوی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا،ابن جریج عن عطاءوالی سند اس کی زبان پر (ہر وقت)جاری تھی(ضعیف / تاریخ بغداد:۷ /۳۱۷،وسنده ضعیف،ابوعبید الآجری مجہول الحال ہے)

(لسان المیزان:۲/۲۰۹)

"وقال احمدبن سليمان الرهاوی رحمه الله تعالى:رأيته يوماًفی الصلوةوغلام أمردالى جانبه فی الصف فلماسجدوامديده الى خدالغلام فقرصه ففارقته،فلاأحدث عنه،وقيل ليزيدبن هارون رحمه الله تعالى:ماتقول فی اللؤلؤی؟فقال:أومسلم هو؟وقال يعلى بن عبيد:اتق اللؤلؤی

وقال ابن أبی شيبة رحمه الله تعالى:كان أبوأسامةيسميه الخبيث"

احمد بن سلیمان الرہاوی رحمہ اللہ(ثقه حافظ[تقريب التهذيب:٤٣])نے کہا:میں نے ایک دن اسے نماز میں دیکھا،اس کے ساتھ صف میں ایک بغیر ڈاڑھی مونچھ کے لڑکا تھا،جب وہ سجدہ کرتا تو یہ اپنا ہاتھ لمبا کرکے لڑکے کی رخسار پر چٹکی بھرتا،پس میں نے اسے چھوڑدیا میں اس سے حدیث بیان نہیں کرتا(ضعیف / الکامل لابن عدی:۲/۷۳۱،وسنده ضعیف، اس میں ابن حماد الدولابی ضعیف ہے اور ابراہیم بن الاصبغ نامعلوم التوثیق ہے)

یزید بن ہارون رحمہ اللہ (ابو خالد یزید بن ہارون زاذی بن ثابت واسطی سلمی بخاری (۱۱۷-۲۰۶ھ)) (ثقه متقن عابد [تقريب التهذيب:۷۷۸۹]) سے کہا گیا: آپ لؤلؤی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا وہ مسلمان ہے؟ () یعلی بن عبید () نے کہا: لؤلؤی سے بچو ()

(ابو بکر بن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن خواستی عبسی، المعروف: ابن ابی شیبہ (صاحب: مصنف ابن ابی شیبہ)(۱۵۹-۲۳۵ھ)) رحمہ اللہ نے کہا: ابو اسامہ اسے خبیث کہتے تھے ()

(لسان المیزان: ۲/ ۲۰۹)

"وقال يعقوب بن سفيان رحمه الله تعالى والعقيلي رحمه الله تعالى والساجى رحمه الله تعالى: كذاب،

وقال النسائى رحمه الله تعالى: ليس بثقةوالامأمون، قلت: ومع ذلك كله فأخرج له أبوعوانةفى مستخرجه والحاكم فى مستدركه وقال مسلمةابن قاسم: كان رحمه الله تعالى"

یعقوب بن سفیان الفسوی رحمہ اللہ (متوفی: ۲۷۷ھ) (صحیح / كتاب المعرفةوالتاريخ: ۳/ ۵٦، وقال: "الحسن اللؤلؤى كذاب") عقیلی (عقیلی کا یہ حوالہ نہیں ملا، تاہم عقیلی نے اسے اپنی کتاب الضعفاءللعقيلي: ۱/ ۲۲۷، میں ذکر کیا ہے) اور الساجی (الساجی کا حوالہ نہیں ملا) نے کہا: کذاب ہے، اور نسائی نے کہا: نہ وہ ثقہ ہے اور نہ مامون ہے (كتاب الضعفاءوالمتروكين: ۱۵٦، وقال النسائى فى الطبقات: ۲٦٦، دوسرا نسخہ: ۳۱۰، "والحسن بن زياد اللؤلؤى كذاب خبيث)

میں کہتا ہوں (یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ) ان تمام (جروح) کے باوجود ابو عوانہ (ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید الإسفر ایینی نیسابوری (متوفی: ۳۱٦ھ)) رحمہ اللہ نے اس سے مستخرج (اگر مستخرج ابو عوانہ میں جمہور محدثین کے نزدیک مجروح راوی کی روایت ہو تو اس کی توثیق کی دلیل نہیں ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ ایک راوی عبداللہ بن محمد البلوی کے بارے میں لکھتے ہیں: "روى عنه أبوعوانةفى صحيحه فى

الاستسقاء خبراً موضوعًا"[میزان الاعتدال:٢/٤٩١-ولسان المیزان:٣٣٨/٣]")میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک (اگر مستدرک میں جمہور محدثین کے نزدیک مجروح راوی کی روایت ہو تو یہ اس کی توثیق کی دلیل نہیں ہے)میں روایت لی ہے اور مسلمہ بن قاسم (مسلمہ بن قاسم بذاتِ خود ضعیف ہے،دیکھئے:میزان الاعتدال:٤/١١٢-ولسان المیزان:٣٥/٦)نے کہا:وہ ثقہ تھا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(لسان المیزان:٢٠٨/٢-٢٠٩-٢٤٧٠)

ان جمہور کے مقابلے میں اگر ابو عوانہ وحاکم رحمہما اللہ کی توثیق مل جاتی تو بھی مردود تھی،یاد رہے کہ درج بالا محدثین میں سے ابن معین،نسائی اور یعقوب بن سفیان(الفسوی)وغیرہم(رحمہم اللہ)کی جرح بہت شدید ہے۔

حسن بن زیاد اللؤلؤی پر جرح کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے

❶ امام یحییٰ بن معین (امام جرح وتعدیل: ابوزکریا، یحیی بن معین بن عون بن زیاد بن بسطام ثم المری، مولاہم البغدادی (۱۵۸-۲۳۳ھ)) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "وحسن اللؤلؤى كذاب" اور حسن (بن زیاد) اللؤلؤی کذاب ہے۔ (تاريخ ابن معين، رواية الدوري: ۱۷۶۵، الجرح وتعديل: ۱۵/۳، وسنده صحيح- الكامل لابن عدي: ۷۳۱/۲- الضعفاء للعقيلي: ۲۲۸/۱ - اخبار القضاة: ۱۸۹/۳، وسنده صحيح)

❷ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "كذاب كوفى متروك الحديث" (تاريخ بغداد: ۷ /۳۱۷، وسنده صحيح)

❸ یعقوب بن سفیان الفارسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "الحسن اللؤلؤى كذاب" (المعرفة والتاريخ: ۳/ ۵٦- تاريخ بغداد: ۳۱۷/۷، وسنده صحيح)

فائدہ: مشہور کتاب المعرفۃ والتاریخ کے بنیادی راوی امام عبداللہ بن جعفر بن درستویہ الفارسی (۲۵۸-۳۴۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔

۱) ابوسعد حسین بن عثمان الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ثقہ ثقہ کہا۔ (تاريخ بغداد: ۴۲۹/۹)

۲) مشہور ثقہ امام ابن مندہ الحافظ (امام حافظ الکبیر: ابوعبداللہ مُحمد بن اسحاق بن محمد بن یحیی بن مندہ العبدی اصبہانی (۳۱۰-۳۹۵ھ)) رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تعریف کی اور انہیں ثقہ کہا۔ (ایضاً: ۵۰۴۵)

۳) امام بیہقی (احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، ابوبکر بیہقی (متوفی: ۴۵۸ھ)) رحمۃ اللہ علیہ نے ابن درستویہ (ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن دَرَسْتَوَیْہِ بن المرزبان الفارسی (۲۵۸-۳۴۷ھ)) رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ حدیث کو "هذا اسناد صحيح" کہا۔ (دلائل النبوة: ٤٤٧، السنن الكبرىٰ: ۳۹۹/۱)

۴)امام ذہبی(ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز ذہبی(۶۷۳-۷۴۸ھ)) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:"وكان ثقة"-(سیراعلام ،النبلاء:۱۵/۵۳۱)

۵)حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بیان کردہ حدیث کو"صحيح الاسناد"کہا-(المستدرک :۳۱۸/٤،ح۷۸۹۲، ووافقه الذهبي)

۶)ضیاء المقدسی(۵۶۹-۶۴۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے المختارۃ میں ان سے حدیث بیان کی-(المختارة:۷/۵۲،ح:۲٤۵۳)

۷)ابوالقاسم الازہری(ابو القاسم عبید اللہ بن احمد بن عثمان الازہری البغدادی الصیرفی بن السوادی المعروف ابی القاسم الازہری(۳۵۵-۴۳۵ھ)) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ گواہی دی کہ میں نے ابن درستویہ رحمۃ اللہ علیہ کی اصل کتاب دیکھی،ان کی اصل اچھی تھی اوران کا سماع صحیح تھا-(تاريخ بغداد:۹/۴۲۹)

ان کی علاوہ کئی علماء نے ان کی تعریف بھی کی اور جمہور کی اس توثیق کے بعد ابن درستویہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہبۃ اللہ بن الحسن الطبری(ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی اللالکائی(متوفی:۴۱۸ھ))اور برقانی(ابو بکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب الخوارزمی البرقانی(۳۳۶-۴۲۵ھ)) کی جرح باطل ومردود ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:"ولم يضعفه أحدبحجة"کسی ایک نے بھی انہیں دلیل کے ساتھ ضعیف قرار نہیں دیا-(العبرفی خبرمن غبر:۷۷/۳،وفيات:۳٤۷ھ)

ظہوراحمد حضروی (ننھے کوثری) نے بحوالہ تاریخ بغداد امام(اللالکائی)ھبۃ اللہ الطبری سے نقل کیاہے کہ "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ (فلاں)حدیث بیان کرے توہم تجھے ایک درہم دیں گے،اس پراس نے وہ حدیث بیان

کردی حالانکہ اس نے عباس الدوری سے وہ حدیث نہیں سُنی تھی"۔(تلامذۂ امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام ص۵۰۵بحوالہ: تاریخ الخطیب: ۹/۴۳۵)

حالانکہ اس حکایت کے متصل بعد خطیب بغدادی(ابو بکر احمد بن علی بن ثابت المعروف بالخطیب البغدادی (۳۹۲-۴۶۳ھ)) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:"وهذه الحكاية باطله۔۔۔"اور یہ حکایت باطل ہے ۔الخ(تاریخ بغدادونسختنا،۹/۴۲۹-۵۴۵)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہا کے اس فیصلے کو نقل کرکے برقرار رکھا ہے۔ (دیکھئے:النبلاء :۱۵/۵۳۲)

خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح چھپانا ظہور احمد کی خیانتوں میں سے ایک بہت بڑی خیانت ہے۔بطور فائدہ عرض ہے کہ حافظ ابن عدی(ابو احمد عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ بن محمد ابن مبارک بن القطان الجرجانی(۲۷۷-۳۶۵ھ)) رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بن زیاد پر جب جرح کی تو ظہور احمد نے لکھا:"حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح اس پر مبنی ہے کہ ابن نمیر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ امام حسن بن زیاد ابن جریج پر جھوٹ بولتے تھے، لیکن خود علی زئی نے یہ اعتراف کیا ہے کہ ابن نمیر سے یہ قول ثابت نہیں ہے بلکہ اس کی سند ضعیف ہے۔۔۔"(تلامذۂ امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام ،صفحہ:۵۱۶)

اس ظہوری بیان سے معلوم ہو کہ اگر کسی امام کی جرح کی سند ثابت نہ ہو وہ جرح ختم ہو جاتی ہے۔اب امام ہبۃ اللہ کا بیان: "مجھے یہ بات پہنچی ہے بے سند ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں، لہٰذا ان کی جرح بھی ظہور احمد کی رُو سے مردود ہے اور اسے بطورِ حجت پیش کرنا ظہوروثنا کے تعصب اور تجاہلِ عارفانہ کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟"۔

ظہوراحمدکاایک جھوٹ: ظہور احمد نے مزید لکھا ہے کہ:"نیز عبد اللہ بن درستویہ رحمۃ اللہ علیہ سے ما قبل سند بھی نامعلوم ہے"۔(تلامذۂ امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام، صفحہ:۵۰۶)

حالانکہ عبداللہ بن جعفر بن درستویہ رحمۃ اللہ علیہ سے ماقبل سند معلوم ہے، اسے ثقہ امام ابوالحسین محمد الحسین بن الفضل القطان البغدادی (ابو الحسین، محمد بن الحسین بن محمد بن الفضل، البغدادی القطان الازرق (۳۳۵-۴۱۵ھ)) رحمۃ اللہ علیہ نے ابن درستویہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ (دیکھئے: کتاب المعرفۃوالتاریخ:۱/۱۱۵-تاریخ بغداد :۷/۳۱۶-۳۱۷)

۴۔امام نسائی (ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار النسائی (۲۱۵-۳۰۳ھ)) رحمۃ اللہ علیہ نے کہا :"والحسن بن زیاد اللؤلؤی کذاب خبیث" (الطبقات للنسائی آخرکتاب الضعفاء،ص:۲۶٦،دوسرانسخہ: ص:۳۱۰)

۵۔امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے حسن بن زیاد اللؤلؤی کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟انہوں نے فرمایا:"أوَمسلم هو؟"کیاوہ مسلمان ہے؟(الضعفاءللعقیلی:۱ /۲۲۷،سندہ صحیح،دوسرانسخہ: ۱/۲٤٦- تاریخ بغداد:۷/۳۱٦سندہ صحیح- اخبار القضاۃ لمحمد بن خلاف بن حیان :وکیع:۳/۱۸۹،وسندہ صحیح)

فائدہ:

اس قول کے راوی امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار خیوطی ثم البغدادی نخشبی (۲۱۰-۲۹۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ بالاجماع ثقہ راوی ہیں، انہیں امام دارقطنی، خطیب بغدادی، حاکم نیشاپوری، ضیاء الدین مقدسی، ابونعیم الاصبہانی (ابو نُعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی ابن مہران الاصبہانی (۳۳٦-۴۳۰ھ))، ابن ناصرالدین (محمد بن عبداللہ (ابی بکر) بن محمد بن احمد بن مجاہد القیسی الدمشقی، شمس الدین، المعروف بابن ناصرالدین (۷۷۷-۸۴۲)) اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہم نے ثقہ قرار دیا اور ان پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح ہرگز ثابت نہیں، بلکہ یہ

جرح ابوالفرج احمد بن علی بن جعفر بن محمد الخیوطی (دوسرے راوی) پر ہے۔(پیشِ خدمت ہے امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعرف معہ توثیق)

امام ابو العباس احمد بن علی بن مسلم الابار رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: امام ابو العباس احمد بن علی بن مسلم الابار الختلی البغدادی الخیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۲۱۰ ہجری سے چند سال پہلے۔(دیکھئے:سیر اعلام النبلاء:٤٤٤/٨٣)

اساتذہ: مسدد، عبداللہ بن محمد بن اسماء امیہ بن بسطام، علی بن عثمان اللاحقی،العباس بن الولید النرسی، محمود بن غیلان،یعقوب بن حمید بن کاسب علی بن حجر اور ابو قدامہ السرخسی وغیرہم۔ رحمہم اللہ علیہم

اضافہ

عبداللہ بن یحیی الرازی (ثقہ)

احمد بن جناب المصیصی (صدوق حسن الحدیث)

احمد بن حفص سلمی (ثقہ،حافظ)

احمد بن عبد الرحمن قرشی (صدوق حسن الحدث)

احمد بن عمرو قرشی (ثقہ)

احمد نیزک طوسی (صدوق حسن الحدیث)

احمد بن نصر قرشی (ثقہ،حافظ،فقیہ)

امیہ بن بسطام عیشی (ثقہ)

ایوب بن محمد الوزان (ثقہ)

ابراہیم بن علاء الزبیدی (ثقہ)

ابراہیم بن بشار رمادی (ثقہ)

ابراہیم بن زیاد بغدادی (ثقہ)

اسحاق بن عمر ہذلی (صدوق حسن الحدیث)

اسحاق بن موسی انصاری (ثقہ، متقن)

اسحاق بن وہب العلاف (صدوق حسن الحدیث)

اسماعیل بن ابی کریمہ (ثقہ)

حسن بن حماد ضبی (صدوق حسن الحدیث)

حسن بن علی ہذلی (ثقہ، حافظ، لہ تصانیف)

مغیرہ بن عبد الرحمان اسدی (ثقہ - متوفی ۲۴۳ھ)

ہیثم بن خراجہ خراسانی (ثقہ - متوفی ۲۲۷ھ)

ولید بن شجاع سکونی (ثقہ - متوفی ۲۴۳ھ)

جعفر بن حمید عبسی (ثقہ)

سعید بن حفص ہذلی (ثقہ)

سفیان بن زیاد عقیلی (صدوق حسن الحدیث)

سفیان بن وکیع رواسی (مقبول)

سفیان بن داود عتکی (ثقہ)

سلیمان بن منصور بلخی (ثقہ)

صفوان بن صالح ثقفی (ثقہ)

عباد بن موسی ختلی (ثقہ - متوفی ۲۲۹ھ)

عباس بن ولید نرسی (ثقہ - متوفی ۲۳۸ھ)

عباس بن عثمان بجلی (صدوق حسن الحدیث - متوفی ۲۳۹ھ)

دحیم القرشی (ثقہ، حافظ، متقن - ۱۷۰-۲۴۵ھ)

عبد الرحمان المبارک عیشی (ثقہ-متوفی ۲۲۸ھ)

عبد الرحمان بن بکر القرشی (ثقہ-متوفی ۲۳۰ھ)

عبد الرحمان بن عبید اللہ اسدی (ثقہ-متوفی ۲۴۰ھ)

عبد العزیز بن یحیی البکائی (صدوق حسن الحدیث-متوفی ۲۳۵ھ)

عبد اللہ بن عمر القرشی (ثقہ-متوفی ۲۳۹ھ)

عبد الملک بن عبد العزیز التمار (ثقہ-متوفی ۲۳۸ھ)

عبد اللہ بن محمد تیمی (ثقہ-متوفی ۲۲۸ھ)

عبد اللہ بن معاذ عنبری (ثقہ حافظ-متوفی ۲۳۷ھ)

علی بن جعد جوہری (ثقہ ثبت رمي بالتشيع-متوفی ۱۳۶-۲۳۰ھ)

علی بن حجر سعدی (ثقہ حافظ- ۱۴۵-۲۴۴ھ)

علی بن حکیم الاودی (ثقہ-متوفی ۲۳۱ھ)

علی بن خشرم مروزی (ثقہ-۱۶۰-۲۵۷ھ)

علی بن مسہر القرشی (ثقہ-متوفی ۱۸۹ھ)

علی بن ہاشم الہاشمی (صدوق حسن الحدیث)

عمر بن اسماعیل ہمدانی (متروک الحدیث)

عمر بن محمد ناقد (ثقہ-متوفی ۲۳۲ھ)

عمر بن ہاشم الجزری (ثقہ-متوفی ۲۴۵ھ)

عیسی بن ابراہیم برکی (ثقہ-متوفی ۲۲۸ھ)

ابن نحاس رملی (ثقہ-متوفی ۲۵۶ھ)

کثیر بن عبید المذحجی (ثقہ-متوفی ۲۴۷ھ)

کثیر بن یحیی حنفی(صدوق حسن الحدیث)

مومل بن اہاب عجلی(صدوق حسن الحدیث-متوفی:۲۴۵ھ)

محمد بن ابان واسطی(صدوق حسن الحدیث-متوفی:۱۴۷-۲۳۸ھ)

محمد بن اسماعیل حسانی(ثقہ-متوفی:۲۵۸ھ)

محمد بن علاء ہمدانی(ثقہ حافظ-متوفی:۱۶۱-۲۴۸ھ)

محمد بن متوکل القرشی(صدوق حسن الحدیث-متوفی:۲۳۸ھ)

محمد بن منہال ضریر(ثقہ حافظ-متوفی:۲۳۱ھ)

محمد بن حرب نشائی(صدوق حسن الحدیث-متوفی:۲۵۵ھ)

محمد بن حمید تمیمی(متروک الحدیث-متوفی:۲۴۸ھ)

محمد بن خالد طحان(متروک الحدیث-متوفی:۱۵۰-۲۴۰ھ)

محمد بن عباد مکی(صدوق حسن الحدیث-متوفی:۲۳۴ھ)

محمد بن عبد الرحیم القرشی(ثقہ،حافظ،امین-متوفی:۱۸۵-۲۵۵ھ)

محمد بن عبد اللہ الرقی(صدوق حسن الحدیث-متوفی:۲۳۵ھ)

محمد بن نمیر ہمدانی(ثقہ،حافظ-متوفی:۲۳۴ھ)

محمد بن عمرو تمیمی(ثقہ-متوفی:۲۴۰ھ)

محمد بن مصفی القرشی(صدوق لہ اوہام-متوفی:۲۴۶ھ)

محمد بن منصور خزاعی(ثقہ-متوفی:۲۵۲ھ)

محمد بن ہاشم السدوسی(ثقہ،مصنف-متوفی:۲۵۱ھ)

محمد بن غیلان العدوی(ثقہ-متوفی:۲۳۹ھ)

مسروق بن مرزبان کندی(صدوق حسن الحدیث-متوفی:۲۴۰ھ)

منجاب بن حارث تمیمی (ثقہ - متوفی: ۲۳۱ھ)

منصور بن ابی مزاحم الازدی (ثقہ - متوفی ۱۵۵-۲۳۵ھ)

نوح بن حبیب القومسی (ثقہ - متوفی: ۲۴۲ھ)

ہارون بن زید التغلبی (ثقہ - متوفی: ۲۵۱ھ)

ہارون بن موسی الفروی (صدوق حسن الحدیث - متوفی: ۱۷۴-۲۵۲ھ)

ہشام بن خالد السلامی (ثقہ - متوفی: ۱۵۴-۲۴۹ھ)

ہشام بن عبد الملک الباہلی (ثقہ، ثبت - متوفی: ۱۳۸-۲۲۷ھ)

ہشام بن عمار السلمی (صدوق، جہمی، کبر فصار یتلقن - متوفی: ۱۵۳-۲۴۵ھ)

یحیی بن معین (ثقہ، حافظ، امام الجرح وتعدیل - متوفی: ۱۵۶-۲۳۳ھ)

یونس بن عبد الاعلی الصدفی (ثقہ - متوفی: ۱۷۰-۲۶۴ھ)

احمد بن بحر النخمی (صدوق حسن الحدیث)

احمد بن ابی بزۃ المخزومی (مقبول)

ابراہیم بن عبد اللہ الکجی (ثقہ، حافظ، امام)

ابراہیم بن ہشام الغسانی (متروک الحدیث)

اسحاق بن سعید الدمشقی (ضعیف الحدیث)

بشر بن ولید کندی (ثقہ)

حارث بن عبد اللہ الخازن (صدوق حسن الحدیث)

حسن بن حماد الواسطی (مجہول الحال)

حسن بن حماد الطائی (مجہول)

حفص بن عمر الجدی (منکر الحدیث)

خازم بن یحیی الحلوانی (مجہول الحال)

سفیان بن زیاد الرصافی (ثقہ)

سلیمان بن نعمان الشیبانی (مقبول)

صالح الجزرۃ (حافظ، ثبت، حجۃ)

طالوط بن عباد الجدری (صدوق حسن الحدیث)

عامر بن سیار الرقی (مجہول الحال۔ متوفی: ۲۴۰ھ)

عبد الرحمان بن نافع المخرمی (ثقہ)

عبد اللہ بن ابی بکر المقدمی (ضعیف الحدیث۔ متوفی: ۲۳۴ھ)

عبد اللہ بن شبویہ المروزی (ثقہ۔ متوفی: ۱۸۹-۲۷۵ھ)

عبد اللہ بن سوار عنبری (ثقہ۔ متوفی: ۲۲۸ھ)

العلاء بن موسی الباہلی (صدوق حسن الحدیث۔ متوفی: ۲۲۷ھ)

علی بن عبد اللہ الہمدانی (متہم بالوضع)

علی بن عثمان الاحقی (ثقہ۔ متوفی: ۲۲۹ھ)

عمار بن نصر السعدی (صدوق حسن الحدیث۔ متوفی: ۲۲۹ھ)

عمر بن سعید القرشی (متروک الحدیث۔ متوفی: ۱۴۲-۲۲۵ھ)

کامل بن طلحہ الجحدری (صدوق حسن الحدیث۔ متوفی: ۱۴۵-۲۳۱ھ)

محمد بن یوسف الفضیضی (ثقہ۔ متوفی: ۲۲۹ھ)

مخلد بن مالک القرشی (صدوق حسن الحدیث۔ متوفی: ۲۴۲ھ)

مروان بن جعفر السمری (صدوق، یخطی)

معلل بن نفیل الحرانی (ثقہ۔ متوفی: ۲۳۹ھ)

نصر بن حکم المروزی (مجہول الحال)

نصر بن منصور المروزی (مجہول الحال)

نصر بن منصور الطالقانی (صدوق حسن الحدیث)

ولید بن عبد الملک الحرانی (صدوق حسن الحدیث - متوفی: ۱۵۴-۲۴۰ھ)

عثمان بن طالوت الجدری (صدوق حسن الحدیث - متوفی: ۲۳۴ھ)

نصر بن حکم الواسطی (مجہول الحال)

سقر بن حسن الحذاء (مجہول الحال)

حمید بن علی الوراق (مجہول الحال)

عیسی بن عامر (مجہول الحال)

-اضافہ ختم-

تلامذہ: ابو العباس محمد بن السراج النیسابوری، یحییٰ بن صاعد، ابو سہل ابن زیاد القطان، اسماعیل بن علی الخطبی، دعلج بن احمد، جعفر بن محمد بن الحکم اور احمد بن جعفر بن سلم وغیرہم۔ رحمۃ اللہ علیہم

-اضافہ-

احمد بن جعفر القطیعی (صدوق حسن الحدیث)

احمد بن انس الدمشقی (ثقہ)

احمد بن اسحاق الضبی (ثقہ، ثبت)

احمد بن اسحاق البندار (ثقہ)

احمد بن جعفر الختلی (ثقہ، ثبت)

احمد بن سلمان النجاد (صدوق حسن الحدیث)

احمد بن عبید الصفار (ثقہ، ثبت)

احمد بن محمد المروزی (ثقہ)

احمد بن محمد المتوثی (ثقہ)

ابراہیم بن محمد الاصبہانی (ثقہ، حافظ)

اسماعیل بن علی الخطبی (متوفی: ۳۵۰ھ - ثقہ)

جعفر بن محمد الواسطی (ثقہ)

دعلج بن احمد السجستانی (۲۹۵-۳۹۱ھ - ثقہ، مامون)

شعبہ بن فضل التغلبی (ثقہ)

سلیمان بن احمد الطبرانی - صاحب معجم (متوفی: ۳۶۰ھ - ثقہ، ثبت، حافظ)

ابن قانع البغدادی (۲۶۵-۳۵۱ھ - صدوق حسن الحدیث)

علی بن حمشاد نیشاپوری (۲۵۸-۳۳۸ھ - ثقہ، امام)

عیسی بن محمد الطوماری (۲۶۲-۳۶۰ھ - ضعیف الحدیث)

محمد بن اسحاق السراج (۲۱۴-۳۱۳ھ - حافظ، ثقہ)

محمد بن جعفر الادمی (۲۶۰-۳۴۸ھ - ضعیف الحدیث)

محمد بن عبد الرحمان الضبی (متوفی: ۲۸۲ھ - صدوق حسن الحدیث)

محمد بن عبد الشافعی (۲۶۰-۳۵۴ھ - ثقہ، مامون)

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم نیشاپوری - صاحب المستدرک - (۳۲۱-۴۰۵ھ - صدوق حسن الحدیث)

محمد بن عمرو العقیلی (متوفی: ۳۲۲ - ثقہ، حافظ)

محمد بن عمران البصری (مجہول الحال)

احمد بن فضل البغدادی (ثقہ)

ابراہیم ابن احمد بن فراس (ثقہ)

مکرم بن احمد القاضی (ثقہ)

عبد الملک بن احمد الاستر اباذی (مقبول)

احمد بن جعفر البزار (مقبول)

-اضافہ ختم-

امام ابو العباس احمد بن علی بن مسلم الابار رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام

اسماء الرجال اور اصولِ حدیث کی رُو سے آپ کا علمی مقام، عدالت و امامت اور وثاقت درج ذیل ہے:

۱)حافظ ابو بکر الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے فرمایا: "وکان ثقةً حافظاً متقناً، حسنَ المذهب" اور آپ ثقہ حافظ متقن، اچھے مذہب والے (اچھی سیرت والے پرہیز گار) تھے۔(تاریخ بغداد ۳۰۶/٤ – ۲۰۹۳)

۲)امام ابو الحسن الدار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے فرمایا: "ثقة" وہ ثقہ (قابلِ اعتماد سچے راوی) ہیں ۔(تاریخ بغداد: ۳۰۷/٤، سنده صحیح)

۳)حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا: "هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه" یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور اسے بخاری و مسلم نے روایت نہیں کیا۔(المستدرک ،جلد:۱،صفحہ:۲۲۷،حدیث:۸۲۶)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص المستدرک" میں فرمایا:"علیٰ شرط مسلم"(جلد:۱،صفحہ۳۵۰)

نیز دیکھئے المستدرک للحاکم(۴ /۳۱۷،حدیث:۷۸۸۸)مع تلخیص الذہبی رحمۃ اللہ علیہ۔

ثابت ہوا کہ حاکم کے نزدیک امام احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ ثقہ و صحیح الحدیث راوی ہیں۔

۴)ضیاء الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی:۶۴۳ھ)نے اپنی مشہور کتاب المختارۃ میں امام احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی سند کے ساتھ احادیث بیان کیں ،مثلاً دیکھئے:(الاحادیث المختارۃ، جلد۲،صفحہ:۱۰۹، حدیث:٤٨٣)

۵)حافظ ابن عساکر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی ۵۷۱ھ)نے اپنی تاریخ میں خطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا امام احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں قول:"وکان ثقۃً حافظاً متقناً،حسنَ المذھب"نقل کیا اور اس کی کوئی تردید نہیں کی اور نہ امام احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ پر کسی قسم کی کوئی جرح نقل کی۔(دیکھئے تاریخ دمشق:۵/۷۴)

آلِ دیوبند کے نزدیک اگر کوئی مصنف کسی کا قول نقل کرے اور تردید نہ کرے تو یہ اسی مصنف کا اپنا بھی نظریہ ہوتا ہے،جیسا کہ سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھاہے:

"سوم جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصّہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وُہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے"۔(تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر، صفحہ:۲۹)

تَنْبِیۡہ :ہمارے نزدیک یہ اس صورت میں ہے جب اسی مصنف سے اس کے مقابلے میں کوئی صریح دلیل یا جمہور محدثین کی مخالفت موجود نہ ہو۔

۶)حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی۷۴۸ھ)نے فرمایا:"الحافظ المتقن الامام الربانی ابوالعباس احمدبن علی بن مسلم الأبار من علماالأثرببغداد"حافظ متقن(ثقہ)امام ربانی ابوالعباس احمد بن علی

بن مسلم الابار رحمۃ اللہ علیہ، بغداد کے علمائے حدیث میں سے ہیں۔(سیر اعلام النبلاء،جلد:۱۳،صفحہ۲۱۸-٤٤۳)

اور فرمایا: "وله تاريخ مفيد رايتةوقدوثقه الدارقطني وجمع حديث الزهری" میں نے ان کی(کتاب) تاریخ دیکھی ہے جو مفید ہے، انہیں دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ قرار دیا اور انہوں نے(امام)زہری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث جمع کی تھیں۔(سیر اعلام النبلاء،جلد:۱۳،صفحہ:٤٤٤)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو العباس الابار رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ ایک حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا۔ دیکھئے یہی مضمون (فقرہ:۳)

۷)حافظ ابو نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی ۴۳۰ھ)نے اپنی مشہور کتاب المستخرج علیٰ صحیح مسلم میں احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لی۔(جلد:۲، صفحہ:۴۳۲، حدیث:۱۸۹۴)

اور اُن پر کوئی جرح نہیں کی، لہٰذا وہ امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ و صحیح الحدیث راوی ہیں۔

۸)محدث ابن ناصرالدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی ۸۴۳ھ)نے فرمایا:"...محدث بغدادوهواحد الزها...وكان حافظاًمتقناًمن الثقات وله التاريخ وغيره من المصنفات"بغداد کے محدث اور نیک لوگوں میں سے ایک... اور آپ حافظ متقن، ثقہ راویوں میں سے تھے اور آپ کی کتابوں میں سے تاریخ وغیرہ ہیں۔(التبيان لبديعةالبيان، جلد:۲، صفحہ :٨٤٢-٦٥٠)

۹)حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ(متوی ۷۴۴ھ)نے فرمایا:"الامام الحافظ،محدّث بغداد"(طبقات علماءالحديث،جلد:۲،صفحہ:۳٤٥-٦٣٠) اور خطیب بغدادی سے امام الابار کی توثیق کی۔ رحمۃ اللہ علیہم

۱۰)صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی ۷۶۴ھ) نے لکھا:"الحافظ الابار"اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بغیر کسی رد کے احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق نقل کی۔(دیکھئے :کتاب الوافی بالوفیات،جلد:۷ ،صفحہ:۱۴۱-۸۱۹)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں، مثلاً دیکھئے:المستخرج المستدرک للحافظ ابی الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی رحمۃ اللہ علیہ(۸۰۶ھ)جلد ا صفحہ ۸(بحوالہ:المکتبۃ الشاملۃ)فوائد الحنائی(۱/۴۱۲ح۶۱[۶۴]) وغیرہما، نیز جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی:۹۱۱ھ)نے ابار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں "الحافظ الامام"لکھااور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی توثیق نقل کی۔(دیکھئے :طبقات الحفاظ، صفحہ:۲۸۴-۶۳۸)

ثابت ہوا کہ امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق و تعریف پر بشمول حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ علمائے حدیث کا اجماع ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک راوی کے بارے میں لکھاہے:"احمدبن علی الخیوطی عن ابن مبشرالواسطی،فذکرخبراًموضوعاً"احمد بن علی الخیوطی ابن مبشرالواسطی سے، پس اس نے ایک موضوع روایت بیان کی۔(میزان الاعتدال،جلد:۱،صفحہ:۱۲۱،دوسرا نسخہ:۱ /۲۶۳- نیز دیکھئے:المغنی فی الضعفاءللذھبی،جلد:۱،صفحہ:۸۲-۸۵- بلفظ:"احمدبن علی الحنوطی عن علی بن عبداللہ بن مبشرالواسطی بحدیث موضوع")

میزان الاعتدال کی عبارت پر حافظ ربانی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل تبصرہ لکھاہے:

"وھذارجل من کبارالحفاظ وھوالمعروف بالأبارسمع منه دعلج والنجادوالصفاروآخرون ممن قبلھم وبعدھم-وقال الخطیب:کان ثقةحافظاًمتقناًحسن المذھب،وقال ابن ماکولا:الخیوطی بضم المعجمةوالتحتانیةاحمدبن علی بن مسلم الاباریعرف بالخیوطی-قال اسماعیل الخطبی وغیرہ:مات سنةتسعین ومائتین- والذی یظھران الحمل فی الحدیث علیٰ من دونه ولم یستحضرالمصنف انه ھو-والافقدذکرہ فی تاریخ الاسلام وعظّمه فی طبقات الحفاظ-

"اور یہ آدمی کبار حفاظ (بڑے حفاظِ حدیث)میں سے ہیں اور ابار(کے لقب)سے مشہورہیں ۔ ان سے دعلج،ناد،صفاراوران سے پہلے اور بعدوالے لوگوں نے احادیث سنیں اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:آپ ثقہ حافظ متقن اچھے مذہب والے تھے۔اور ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:خیوطی خاءاوریاءکی پیش کے ساتھ ہے :احمد بن علی بن مسلم الابارخیوطی کے ساتھ مشہورہیں۔اسماعیل الخطبی وغیرہ نے فرمایا:آپ ۲۹۰ھ میں فوت ہوئے۔

اور مجھ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)پریہ ظاہر ہوتاہے کہ اس (موضوع)روایت میں (ان پر نہیں بلکہ)کسی دوسرے پر جرح ہے اور مصنف (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)کویادنہیں رہاکہ یہ وہی ہیں ،ورنہ انہوں نے تاریخ الاسلام میں ان کا ذکر کرکے ان کی عظمت ِ شان کا اعتراف کیا ہے او ر(انہیں)طبقات الحفاظ میں(بھی)ذکرکیاہے-(لسان المیزان ،جلد:۱،صفحه:۲۲۵،دوسرانسخہ : ۳۳۹/۱)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام مذکورسے دوباتیں ظاہرہیں:

اول: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے عدم استحضار(یعنی دوسری طرف خیال ہونے کی وجہ سے)یہاں احمد بن علی بن مسلم الابار رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کردی ہے،حالانکہ وہ خوددوسری جگہ ان کی تعریف کرتے ہیں۔

دوم: امام الابار رحمۃ اللہ علیہ اکابر علمائے حدیث میں ہیں اور بقول خطیب رحمۃ اللہ علیہ ثقہ و متقن راوی ہیں، لہٰذا حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح ابار رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں بلکہ کسی دوسرے راوی پر ہے۔

اس عبارت میں اگر دہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع کیا ہے، لیکن نہایت ادب سے عرض ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔

احمد بن علی الخیوطی کی جس موضوع روایت کی طرف حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے، اس کی سند اور متن پیشِ خدمت ہے: ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن الطیب بن ابی یعلیٰ ابن الجلابی الواسطی المالکی المعروف بابن المغازلی (متوفی: ۴۸۳ھ) نے اپنی کتاب مناقب علی میں کہا:

"اخبرناابوعلی عبدالکریم بن محمدبن عبدالرحمٰن الشروطی املاءًمن کتابه:حدثنا القاضی ابوالفرج احمدبن علی بن جعفربن محمدالخیوطی:حدثناعلی بن عبدالله بن مبشرعن ابی الأشعث احمد بن المقدام العجلی عن حماد بن زید عن عمروبن دینارعن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :ان ملکی علی بن ابی طالبه لیفخران علیٰ سائرالملائکةلکونهمامع علی لأنهمالم یصعداالی الله منه قط بشئ یسخطه"-

بے شک علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دونوں فرشتے باقی تمام فرشتوں پر فخر کرتے ہیں، اس وجہ سے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں، کیونکہ وہ اللہ کے پاس کسی ایسی چیز کے ساتھ نہیں گئے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ (جلد:۱، صفحہ ۱۸۲، المکتبۃ الشاملۃ)

اس روایت کے سند میں دو ایسے راوی ہیں، جن کی توثیق یا تذکرہ مفیدہ کہیں نہیں ملا: (۱) عبدالکریم بن محمد الشروطی؟ (۲) قاضی ابوالفرج احمد بن علی بن جعفر بن محمد الخیوطی؟ اس ثانی الذکر پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کی ہے اور سند مذکور سے معلوم ہوا کہ اس خیوطی سے امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار الخیوطی الختلی رحمۃ اللہ علیہ مراد لینا غلط ہے۔

دلیل نمبر:۱ :اس خیوطی کی کنیت ابو الفرج ہے، جبکہ ابار رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو العباس ہے اور کسی دلیل سے ابار رحمۃ اللہ علیہ کی دو کنیتوں کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔

دلیل نمبر:۲ :اس شخص کے دادا کا نام جعفر ہے، جبکہ ابار رحمۃ اللہ علیہ کے دادا کا نام مسلم ہے۔

دلیل نمبر:۳:حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی مشار الیہ مذکور حدیث تو مناقب علی لابن المغازلی میں ابن مبشر کی سند سے موجود ہے، لیکن احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ کی علی بن عبد اللہ بن مبشر الواسطی سے مذکور روایت کہیں موجود نہیں بلکہ مجھے امام ابار رحمۃ اللہ علیہ کی ابن مبشر سے مطلق روایت کا بھی کہیں ثبوت نہیں ملا۔

خلاصۃ التحقیق: میزان الاعتدال اور لسان المیزان والا احمد بن علی الخیوطی دوسرا شخص ہے، جس پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کی ہے اور امام ابو العباس احمد بن علی بن مسلم الخیوطی الابار البغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس سے علاحدہ شخص ہیں، جنہیں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ربانی ومتقن (ثقہ) قرار دیا ہے، دونوں کو ایک قرار دینا صحیح نہیں، بلکہ غلط ہے۔

ردِتلبیساتِ ظہورونثار: نثار احمد حضروی کے تربور ظہور احمد دیوبندی نے ایک صحیح سند کے بارے میں لکھا ہے:"زبیر علی زئی کا اس قول کی سند کو صحیح کہنا غلط ہے کیونکہ حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا استاذ احمد بن علی الابار جو کہ خیوطی یا حنوطی سے مشہور ہے، ایک دروغ گو راوی ہے اور اس نے ایک جھوٹی حدیث بیان کر رکھی ہے، چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، اس کو"الضعفاء"(ضعیف راویوں) میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔۔۔"(تلامذہ امام اعظم ابو حنیفہ کا محد ثانہ مقام، صفحہ:۴۹۹)

حالانکہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو انہیں:"الحافظ المتقن الامام الربانی "لکھا ہے جس کا حوالہ فقرہ نمبر ۲ کے تحت گزر چکا ہے ۔

مشہور ثقہ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) نے فرمایا: "المحدثون ثلاثة: رجل حافظ متقن ، فهذا لایختلف فیه" محدثین تین (اقسام کے) ہیں: حافظ متقن آدمی، پس اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔(المحدث الفاصل بین الراوی الواعی، صفحہ:۴۰۶، حدیث:۴۲۲، وسندہ صحیح)

امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:۳۲۷ھ) نے فرمایا: "واذاقیل للواحدانه ثقةاومتقن،ثبت فهو ممن یحتج بحدیثه" اور جس کسی ایک کے بارے میں ثقہ یا متقن، ثبت کہا جائے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی حدیث حجت قراردی جاتی ہے۔(کتاب الجرح والتعدیل ،جلد:۲،صفحہ:۳۷،جواب الحافظ المنذری عن اسئلةفی الجرح والتعدیل ،صفحہ:۴۹،مقدمةابن الصلاح،صفحہ:۲۴۲،دوسرا نسخہ :صفحہ:۱۵۸،وغیرذلک)

ثابت ہوا کہ متقن کا لفظ توثیق ہے، نیز ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے بھی متقن کی منفرد حدیث کو بھی حجت اور صحیح قراردیا ہے۔(دیکھئے:مقدمةاعلاءالسنن ،صفحہ:۱۴۸،قواعدفی علوم الحدیث ،صفحہ:۲۴۳)

ظہوراحمد (ننھے کوثری) نے بھی لکھا: "کیونکہ محدثین کی اصطلاح میں "مُتقِن" اس شخص کو کہتے ہیں جو حدیث میں ثقہ اور اس کا حافظ ہو۔" (تلامذہ امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام، صفحہ:۱۷۴)

امام ذہبی تو امام ابار رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ درجے کا ثقہ قرار دے رہے ہیں اور ظہورو نثار یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ "ایک دروغ گو راوی ہے اور اس نے ایک جھوٹی حدیث بیان کر رکھی ہے" آلِ دیوبند کا یہی طریقہ ہے کہ سلف صالحین کے عظیم بزرگوں اور سچے راویوں کو تو جھوٹا قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں اور جمہور کے نزدیک مجروح راویوں کو ثقہ وصدوق منوانے میں سرگرم ہیں، سلف صالحین سے بیزار اور علمائے حق کے گستاخ ان لوگوں کو کیا اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا کوئی خوف نہیں؟ کیا موت کا وقت قریب نہیں ہے؟

دیوبندیت وہ مذہب ہے جس میں درج ذیل قسم کے راویوں کو ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے:

۱: حسن بن زیاد اللؤلؤی

۲: ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی

۳: ابومطیع البلخی

۴: احمد بن محمد بن الصلت الحمانی، وغیرہم

اور درج ذیل قسم کے راویوں کو ضعیف و مجروح ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے:

۱: امام احمد بن علی بن مسلم الابار

۲: امام عبداللہ بن جعفر بن درستویہ

۳: امام ابوالشیخ الاصبہانی

۴: امام عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، وغیرہم، رحمۃ اللہ علیہم

آخر میں بطور خلاصہ عرض ہے کہ امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار البغدادی رحمۃ اللہ علیہ زبردست ثقہ متقن تھے، بلکہ ان کی توثیق پر محدثین کا اجماع ہے۔

فائدہ: ۱: امام ابوالعباس احمد بن علی الابار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"رأيت بالاهواز رجلاًقدحفّشاربه،واظنهقداشترى كتبًاوتعباللفتيا،فذكرواصحاب الحديث فقال :ليسوابشئ وليس يسوون شيئًا-فقلت له:ان لاتحسن

تصلی-قال:انا؟!قلت:نعم!ایش تحفظ عن رسول اللہ ﷺ اذاافتتحت[الصلوٰۃ]ورفعت یدیک؟فسکت،فقلت:فایش تحفظ عن رسول اللہ ﷺ اذاوضعت یدیک علیٰ رکبتیک؟فسکت،قلت:ایش تحفظ عن رسول اللہ ﷺ اذاسجدت!فسکت-قلت:مالک لاتتکلم؟الم اقل[لک]انک لاتحسن تصلی؟انت!انماقیل لک تصلی الغداۃ رکعتین والظھراربعًافالزم ذاخیرلک من ان تذکراصحاب الحدیث فلست بشئی ولاتحسن شیئًا-"

میں نے اہواز(ایک ایرانی شہر)میں ایک آدمی دیکھا،اس نے مونچھیں مونڈر کھی تھیں اور میرا خیال ہے کہ اس نے کتابیں خرید رکھی تھیں اور فتویٰ دینے کے لئے تیار بیٹھا تھا،اس کے سامنے اصحاب الحدیث(یعنی اہل حدیث)کا تذکرہ کیا گیا تو وہ کہنے لگا:یہ کچھ چیز نہیں ہیں اور نہ کوئی چیز(اچھے طریقے سے)کر سکتے ہیں،تو میں نے اسے کہا:تجھے تو اچھی طرح نماز پڑھنی نہیں آتی،اس نے کہا:مجھے؟!میں نے کہا:ہاں!جب تم نماز شروع کرو اور رفع یدین کر لو تو اس وقت کے بارے میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی کتنی حدیثیں یاد ہیں؟تو وہ خاموش رہا،میں نے کہا:جب تم(رکوع میں)اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ لو تو اس وقت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کتنی حدیثیں تجھے یاد ہیں؟وہ چپ رہا،میں نے کہا:جب تم سجدہ کرتے ہو تو اس وقت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کتنی حدیثیں تجھے یاد ہیں؟وہ(صم بکم بنا)چپ رہا،میں نے کہا:تجھے کیا ہو گیا،بات کیوں نہیں کرتا؟کیا میں نے تجھے یہ نہیں کہا کہ تجھے اچھے طریقے سے نماز پڑھنا نہیں آتا؟تم تو اس حالت میں ہو کہ اگر تمہیں بتایا جائے کہ نماز صبح کی دو رکعتیں ہیں اور ظہر کی چار رکعتیں ہے اور تم اس بات کو مضبوطی سے پکڑ لو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے،نہ یہ کہ تم اصحاب الحدیث کا(بُرا)تذکرہ کرتے پھرو،تُو(بذاتِ خود)کچھ چیز نہیں اور نہ تو کسی چیز کو اچھے طریقے سے کر سکتا ہے۔(الکفایہ للخطیب،جلد:۱،صفحہ۵۰ ،حدیث:۱وسندہ صحیح،دوسرانسخہ،صفحہ:٤-۵)

یہ ہے انجام اور علمی مقام اس نام نہاد جعلی فقیہ کا جو اہلِ حدیث کی گستاخیاں کرتا تھا اور اسی جعلی فقیہ کے نقوشِ پا پر ظہور و نثار رواں دواں ہیں۔

تَنْبِیْہ :اس صحیح واقعے سے ثابت ہوا کہ امام ابو العباس احمد بن علی بن مسلم الابار البغدادی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ حدیث میں سے تھے۔

۴:امام ابو العباس احمد بن علی بن مسلم الابار البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:"میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو اقامتِ صلوٰۃ، زکوٰۃ ادا کرنے، نیکی کا حکم دینے اور منکر سے منع کرنے پر آپ کی بیعت کی، ابار نے فرمایا: پھر جب میں نے یہ خواب (امام) ابو بکر المطوعی کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر میں یہ خواب دیکھ لیتا تو مجھے (اس کے بعد) کوئی پروا نہیں تھی کہ قتل (یعنی شہید) ہو جاتا"۔(تاریخ بغداد، جلد:٤، صفحہ:٣٠٦، وسنده حسن)

وفات: امام ابو العباس احمد بن علی بن مسلم الابار البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نصف شعبان بروز بدھ ۲۹۰ھ میں فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

(شعبان ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۵/جون ۲۰۱۲ء)

۶۔امام محمد بن رافع النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:"حسن بن زیاد اللؤلؤی، امام سے پہلے سر اٹھاتا تھا اور امام سے پہلے سجدہ کرتا تھا" الخ۔(الضعفاء للعقیلی:١ / ٢٢٧-٢٢٨: وسنده صحيح، دوسرا نسخہ:١ /٢٤٧ - تاريخ بغداد:٧/ ٣١٦، سنده صحيح- اخبار القضاة:٣/ ١٨٩، سنده صحيح)

فائدہ: اس قول کے راوی امام احمد بن علی بن مسلم الابار رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق ثقہ ہیں جس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

۷۔حسن بن علی الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:"میں نے لؤلؤی کو دیکھا، اس نے سجدے میں ایک لڑکے کا بوسہ لیا تھا"۔(تاريخ بغداد: ٧ /٣١٦، سنده صحيح) یاد رہے کہ تاریخ بغداد میں کاتب کی غلطی سے حسن بن علی الحلوانی کے بجائے حسن بن زیاد الحلوانی چھپ گیا ہے۔

فائدہ: اس روایت کے راوی امام ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہونے کی وجہ سے صحیح الحدیث اور حسن الحدیث راوی ہیں۔

اس مختصر اور جامع مضمون میں امام ابو بکر عبد اللہ بن ابو دواد سجستانی کی سیرت اور جرح وتعدیل کے لحاظ سے علمی مقام پیشِ خدمت ہے:

نام ونسب: حافظ ابو بکر عبد اللہ بن ابی داود سلیمان بن الشعث بن اسحاق بن بشیر بن عمرو بن عمران سجستانی الازدی (رحمۃ اللہ علیہم)۔

ولادت: ۲۳۰ھ، بمقام سجستان۔

شیوخ یعنی اساتذہ: محمد بن اسلم الطّوسی، محمد بن بشار: بندار، محمد بن المثنٰی، محمد بن یحیٰی الذھلی، ربیع بن سلیمان، یعقوب بن سفیان الفارسی، اسحاق بن منصور الکوسج اور عمرو بن علی الفلاس وغیر ہم۔ رحمۃ اللہ علیہم

تلامیذ: ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازی، ابو حفص ابن شاہین، ابو الحسن الدار قطنی، ابو بکر احمد بن اسحاق ابن السنی، ابو احمد الحاکم، محمد بن عبد الرحمٰن المخلص اور دعلج بن احمد وغیر ہم۔ رحمۃ اللہ علیہم

جارحین اورجرح: آپ کی توثیق وتضعیف کے بارے میں محدثین کرام کے درمیان اختلاف تھا، لیکن جمہور نے آپ کی توثیق کی ہے، موثقین اور توثیق سے پہلے جارحین اور جرح درج ذیل ہے:

۱: یحیٰی بن محمد بن صاعد نے کہا: "كفانا ماقال ابوه فيه" ہمارے لئے وہی کیا فی ہے جو اس کے باپ نے اس کے بارے میں کہا ہے۔ (الکامل الابن عدی، جلد:٤، صفحہ:١٥٧٧)

عرض ہے کہ ابن ابی داود اور ابن صاعد کے درمیان سخت مخالفت تھی بلکہ ابن ابی داود نے امام ابن صاعد کے بارے میں کہا: "الکذاب علی رسول اللہ ﷺ" (تاریخ دمشق، جلد:۳۱، صفحہ:۵۸، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ: ۴۹/ ۸٤)

مخالفین اور دشمنوں کی ایک دوسرے پر جرح اس وقت خاص طور پر مردود ہوتی ہے جب مقابلے میں مضبوط توثیق موجود ہو، لہٰذا دونوں کی ایک دوسرے پر جرح مردود ہے۔

دوسرے یہ کہ ابن صاعد نے یہ نہیں بتایا کہ ابن ابی داود کے والد نے ان کے بارے میں کیا کہا تھا؟۔

۲: امام ابوداود السجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "ومن البلاءأن عبداللہ یطلب القضاء" اور یہ آزمائش میں سے ہے کہ (میرا بیٹا) عبداللہ قاضی بننے کا طلب گار ہے۔ (الکامل لابن عدي، جلد٤، صفحہ:۱۵۷۸، دوسرا نسخہ: ٥/٤٣٦، سندہ صحیح) یہ کوئی جرح نہیں بلکہ عہدۂ قضا کے ساتھ اظہارِ ناپسندیدگی ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن عبداللہ الداھری (؟) سے نقل کیا، اس نے احمد بن محمد بن عمرو بن عیسٰی کُرکُرہ (؟) سے نقل کیا، اس نے علی بن الحسین بن جنید سے انہوں نے کہا: میں نے ابوداود السجستانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرا بیٹا عبداللہ کذاب ہے۔ (الکامل ابن عدي، جلد:٤، صفحہ۱۵۷۷-تاریخ دمشق، جلد:۳۱، صفحہ:۹۵، دوسرا نسخہ: ۴۹/۸٦) یہ روایت دو وجہ سے مردود ہے:

۱- علی بن عبداللہ الداھری کی توثیق نامعلوم ہے۔

۲- کرکرہ کی توثیق نامعلوم ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "مجھے اس مقام کے علاوہ داہری اور ابن کر کرہ کا ذکر کہیں نہیں ملا۔۔۔اور ہم اس کی سند کو ثابت نہیں سمجھتے" (التنکیل، جلد:۱، صفحہ:۱۲۳-۲۹۸) ،ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "ان صح" کہہ کر اس قول کے مشکوک ہونے کی طرف اشارہ کردیا۔(دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ، جلد:۲، صفحہ:۷۶۸-۷۷۲)

نیز فرمایا "ولعل قول ابی داؤد لا یصح سنده۔۔۔" اور ہو سکتا ہے کہ ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی سند صحیح نہ ہو۔(تاریخ الاسلام، جلد:۲۳ صفحہ:۵۱۸)

ثابت ہوا کہ امام ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کرنا کہ ان کے والد امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کذاب کہا تھا، باطل ومردود ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ بن القاسم بن موسیٰ بن الحسن بن موسیٰ الاشیب رحمۃ اللہ علیہ (ثقہ) سے نقل کیا: "حدثنی ابوبکر قال: سمعت ابراهيم الأصبهاني يقول: أبوبكر بن ابی داود كذاب" مجھے ابو بکر نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے ابراہیم الاصبہانی کو کہتے ہوئے سنا: ابو بکر بن ابی داود کذاب ہے۔(الكامل لابن عدي، جلد :٤، صفحہ:۱۵۷۷، دوسرا نسخہ:٥/٢٣٦-تاريخ دمشق، جلد:۳۱، صفحہ۵۹، وعنده: ابن بكر، دوسرا نسخہ:۲۹/۸۶) :-اس روایت کا راوی ابو بکر یا ابن بکر نامعلوم ہے، لہٰذا یہ جرح بھی ثابت نہیں ہے اور امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا ان دو غیر ثابت جرحوں کی بنیاد پر لکھنا کہ: "قدتكلم فيه ابوه وابراهيم الاصبهانی" اور انکے بارے میں اُن کے والد اور ابراہیم اصبہانی نے کلام کیا ہے۔(الكامل لابن عدي، جلد:٤، صفحہ:۱۵۷۸، دوسرا نسخہ:٥/٤٣٧) بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا، کیونکہ غیر ثابت بات کو بطورِ جزم بیان کرنا غلط ہے۔

علامہ معلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس جرح کے ثبوت میں شک کا اظہار کیا ہے۔(دیکھئے:التنکیل،جلد:١، صفحہ:٣٠٠)

٣:امام عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی رحمۃ اللہ علیہ (ثقة عندالجمهور) نے ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کے رقعے کے جواب میں کہا:"انت واللہ عندی منسلخ من العلم"اللہ کی قسم !میرے نزدیک علم سے عاری ہو۔(الكامل لابن عدي،جلد:٤،صفحہ:١٥٧٨)

❁ علی بن عبداللہ الداھری نے کہا کہ میں نے رَے میں ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث الطیر کے بارے میں پوچھاتو اس نے کہا:اگر حدیث الطیر (پرندے والی حدیث) صحیح ہو تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باطل ہو جاتی ہے۔۔۔الخ (الکامل:۴ /۱۵۷۸)اس قول کا روای الداہری مجہول ہے،لہٰذا یہ قول باطل و مردود ہے۔

حدیث الطیر سے مراد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندے کا گوشت (لایا گیا) تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اے اللہ !اس آدمی کو میرے پاس لے آ جو تیرے نزدیک اپنی مخلوق میں سب سے محبوب ہو،وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے،پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس گوشت میں سے کھایا۔(سنن الترمذی:٣٧٦١،وقال :"غريب"-تاريخ دمشق لابن عساكر:٤٥ /١٩٢،دوسرا نسخہ:٤٢ /٢٥٤،من طريق الدارقطني وسنده حسن)

مسند ابی یعلیٰ کے کسی نسخے میں اس کا ایک حسن لذاتہ شاہد بھی ہے۔(دیکھئے: البداية والنهاية :٧ /٣٦٣ ، دوسرا نسخہ :٥٧٩/٧)

اس روایت کی بعض سندوں میں آیا ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے (خلافِ واقعہ) کہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصروف ہیں ۔الخ(المستدرک:٣/ ١٣٠-١٣١،ح:٤٦٥٠،وقال حاکم:هذاحديث صحيح

علی شرط الشیخین!) اس کا راوی محمد بن احمد بن عیاض بن ابی طیبہ مجہول ہے اور اکیلے حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح یہاں مفید نہیں ہے۔

❁ محمد بن ضحاک بن عمرو بن ابی عاصم النبیل نے محمد بن یحییٰ بن مندہ سے نقل کیا، انہوں نے ابو بکر بن ابی داود سے نقل کیا: زہری نے عروہ (رحمۃ اللہ علیہم) سے روایت بیان کی: "كانت قد حفيت أظافير علي من كثيرة ما كان يتسلّق على أزواج رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم "علی رضی اللہ عنہ کے ناخن گھس گئے، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس بہت زیادہ آتے جاتے تھے۔ (الکامل: ۴/ ۱۵۷۴)۔ اس روایت میں محمد بن ضحاک راوی (متوفی ۳۱۳ھ) کا ذکر تاریخ بغداد (55/ ۳۷۶-۲۹۰۱) میں ہے، لیکن توثیق نامعلوم ہے۔

اگر یہ روایت ثابت بھی ہوتی تو ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی جرح نہیں تھی بلکہ ابن ابی داو رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان سند معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف و مردود ہے۔

❁ قاضی احمد بن عمر بن علی نے کہا: "میں نے محمد بن عبد اللہ بن ایوب القطان کو کہتے ہوئے سنا کہ محمد بن جریر الطبری کے پاس تھا جب ایک آدمی نے انہیں کہا: ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے سامنے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل پڑھ رہے ہیں، تو ابن جریر نے کہا: "تكبيرة من حارس "چوکیدار کی تکبیر [اللہ اکبر]" (تاريخ بغداد: ٩/٤٦٧-٥٠٩٥)۔ اس روایت کے پہلے راوی احمد بن عمر بن علی (متوفی: ۴۲۹ھ) کا ذکر تاریخ بغداد میں ہے۔ (تاريخ بغداد: ٤/٢٩٥-٢٠٦١) لیکن توثیق معلوم نہیں ہے، نیز دیکھئے: تاريخ الاسلام للذهبي (۲۹/ ۲۵۰)

دوسرے راوی محمد بن عبد اللہ بن ایوب کے بارے میں امام ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو جعفر الطبری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا سماع صحیح تھا، لیکن وہ خبیث مذہب والا رافضی تھا۔

قاضی ابو بکر محمد بن عمر الداوودی نے کہا: وہ صحیح سماع والا، ثقہ تھا، اس کے بعد انہوں نے اسے تفضیلِ علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا اور اس کی رافضیت سے لاعلمی کا اظہار کیا۔(تاریخ بغداد:٥ /٤٦٥-٣٠٠٧، توفی:٣٧٨ھ)

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "رافضی معثّر" غلط کار رافضی۔(میزان الاعتدال:٣ /٦٠٦، عنده "خ ت" وهو خطا مطبعی، المغنی فی الضعفاء:٢/٣٣٢-٥٧٢٠)

معلوم ہوا کہ یہ کلام احمد بن عمر بن علی کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں، دوسرے یہ کہ "تكبيرة من حارس" جرح نہیں ہے، دیکھئے: التنکیل(١/٢٩٩)

❁ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ شروع میں ناصبیت کی کسی چیز کی طرف منسوب کئے گئے تھے اور ابن فرات نے انہیں بغداد سے واسط کی طرف نکال بھیجا تھا اور علی بن عیسیٰ نے انہیں واپس بلالیا جب انہوں نے فضائل علی رضی اللہ عنہ ظاہر کئے اور حنبلی ہوگئے۔(الکامل:٤/١٥٧٨، دوسرا نسخہ:٥/٥٣٧)

عرض ہے کہ منسوب کرنے والے کا کوئی اتا پتا نہیں، لہٰذا یہ مجہول کی جرح ہے اور مردود ہے۔

تَنْبِیْہ: یہاں حنبلی ہونے سے مراد مقلد ہونا نہیں، بلکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے پر ہونا ہے اور آگے آرہا ہے کہ امام ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ اہلِ حدیث میں سے تھے۔(دیکھئے ملفوظات، قصیدے کے شعر نمبر ٤٠ کے بعد)

موثقین اورتوثیق

اب ثابت شدہ توثیق مع حوالہ جات درج ذیل ہیں:

۱۔حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"وهومقبول عندأصحاب الحديث" اور وہ اہلِ حدیث کے نزدیک مقبول ہیں۔(الکامل:۴/ ۱۵۷۸،دوسرا نسخہ:۵/۵۳۷)

۲۔حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح ابن حبان میں کئی روایتیں ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیں،جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اُن کے نزدیک ثقہ وصدوق تھے۔(دیکھئے:الاحسان:۲۸۰،۹۸۱، ۲۸۰۔دوسرا نسخہ: ۹۸۵،۵۵۲۸- دوسرا نسخہ:۵۵۵٤،۵۷۳۳- دوسرا نسخہ:٥٧٦٣،٦٦٨٢ ،دوسرا نسخہ:٧٤٠٧،٦٧١٧ -دوسرا نسخہ:٧٤٥٠)

۳۔امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر عبد اللہ بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا: "هذااسنادصحيح ثابت"(سنن دارقطنی:۱/۳٤۵-۳٤۵،ح١٢٩٤)

اورایک دوسری روایت (جس میں ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ بھی راوی ہیں)کے بارے میں فرمایا:"كلهم ثقات"سارے راوی ثقہ ہیں۔(سنن دارقطنی :۲/۲٤-۲۵،ح١٦٣٤)

تنبیہ :ابوعبدالرحمٰن السلمی(صوفی)نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ وہ(ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ)ثقہ ہیں ،لیکن حدیث پر کلام کرنے،بہت زیادہ غلطی کرنےوالے ہیں۔(سوالات السلمي:۲٤۲)یہ جرح اس وجہ سے ضعیف ومردود ہے کہ سُلمی بذاتِ خود مجروح اور ضعیف راوی ہے۔

4۔امام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح ابی عوانہ میں ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لی ہے۔(المستخرج نسخه مرقمة ج۲۰۷،٤ح٦٥٥٣،قبل مبتدأكتاب الاشربة) معلوم ہوا کہ وہ ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ وصدوق تھے۔

۵۔حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ ایک حدیث کو"صحيح على شرط مسلم"کہا۔ (المستدرک:۲/۴۹،ح:۲۳۰٦)

۶۔ابونعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے المستخرج علیٰ صحیح مسلم میں اُن سے روایت لی۔(۲/۲٤٥، ح:٤٥۲) اور فرمایا: وہ فنونِ علم، حافظے، عقل مندی اور فہم میں بہت رسوخ رکھتے تھے، اس وجہ سے لوگوں کی ایک جماعت نے ان سے حسد کیا۔الخ (اخبار اصبہان:۲/۲۱۱، ترجمة :محمدبن عبدالله بن الحسن بن جفص الهمداني)

۷۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"الحافظ الثقةصاحب التصانيف"(ميزان الاعتدال:۲/٤٣٣) اور "صح" کی رمز درج کی، جس کا مطلب یہ ہے کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ابن داود رحمۃ اللہ علیہ پر جرح مردود ہے اور حکم ان کی توثیق پر ہی جاری ہے۔

(تَنْبِیہ :حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جس کے ساتھ "صح" کی علامت لکھیں تو وہ اُن کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے، دیکھئے: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب لسان المیزان[۱۵۹/۲-دوسرا نسخہ:۲۸۹/۲])

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"ثقة كذبه ابوه..." وہ ثقہ ہیں ،ان کے والد نے انہیں جھوٹا کہا...(المغنی فی الضعفاء:۵٤۲/۱-۳۲۰۷)-عرض ہے کہ ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کے والد کی طرف سے انہیں جھوٹا کہنا بالکل ثابت نہیں اور عبارت مذکورہ میں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق ثابت ہے۔

۸۔خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا:"وكان فهمًاعالمًاحافظًا" اور وہ سوجھ بوجھ والے عالم (اور) حافظ تھے۔(تاریخ بغداد:٤٦٤/۹)

۹۔حافظ ابوالفضل صالح بن احمد بن محمد بن احمد بن صالح الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:"وہ عراق کے امام ہیں ،مختلف علاقوں میں انہوں نے علم سکھایا، سلطان نے ان کے لئے ان کے فضل ومعرفت کی وجہ سے منبر رکھوایا تھا، پھر انہوں نے اس پر حدیثیں بیان کیں...ان کے زمانے میں عراق میں کئی شیوخ ایسے تھے جو ان

سے عالی سندیں بیان کرتے تھے مگر مہارت اور ثقہ ہونے میں جو ان کا مقام ہے ان شیوخ میں سے کوئی بھی پہنچ نہیں سکا"۔(تاریخ بغداد:۹/٤٦٥-٤٦٦،وسنده صحيح)

۱۰۔امام حسن بن محمد الخلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:"ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے بڑے حافظ تھے"۔(تاريخ بغداد:۹/٤٦٦،وسنده صحيح)

۱۱۔ابو بکر بن محمد بن عبید اللہ (صح)بن محمد بن الفتح الصیرفی (متوفی۳۷۸ھ) نے کہا: تین لاکھ سے زائد لوگوں نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی،آپ کا جنازہ چارمقامات پر پڑھا گیا۔۔"وكان زاهدًاعالمًاناسكًا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وأسكنه الجنةبرحمته"آپ زاہد،عالم دیندار تھے،اللہ آپ سے راضی ہو اور اپنی رحمت کی وجہ سے آپ کو جنت میں سکونت نصیب فرمائے۔(تاريخ بغداد:۹/٤٦٨)

۱۲۔امام ابن شاہین نے ابن داود رحمۃ اللہ علیہما کو "كتاب الثقات" میں ذکر کیا۔(ص:۳۲۹-۱٤٦٨)

۱۳۔علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"امام كبير،مصنف مقبول ،الا۔۔۔"وہ بڑے امام ، مقبول مصنف تھے مگر۔۔۔(كتاب الضعفاءوالمتروكين:۲/۱۲٦-۲۰٤۰)-الا-کے بعد ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح نقل کی ہے جو ثابت ہی نہیں ،لہٰذا مگر کے بعد والا سارا حوالہ مردود ہے۔

۱۴۔امام ابوالخیر محمد بن الجزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے کہا:"ثقة كبيرمأمون"(غاية النهاية فی طبقات القراء:۸/٤۲۰-۱۷۷۹)

۱۵۔ابن عساکر نے ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہما کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں کہا:"هذاحديث حسن صحيح"(معجم شيوخ ابن عساكر:۲/۷٦۸،ح:۹٦۰)

۱۶۔حافظ ابویعلی الخلیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"الحافظ،الامام ببغدادفی وقته،عالم متفق عليه،امام ابن امام۔۔"(الارشادفی معرفةعلماءالحدیث:۲/۳۱۱-۶۱۰)

۱۷۔حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ(۸۴۲ھ) نے عبد اللہ بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا:"وکان امامًا علامةجليلاً،حافظًامتقنًانبيلاً" آپ امام جلیل القدر علامہ تھے،حافظ ثقہ شریف تھے۔(التبیان لبدیعةالبیان:۲/۷۳۵-۹۰۶)

۱۸۔مورخ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"من أكابرالحافظ ببغداد،عالمًامتفقًاعليه،امام ابن امام"وبغداد میں اکابر حفاظ میں سے،عالم تھے آپ پر اتفاق ہے،امام ابن امام تھے۔(وفیات الاعیان:۲/۲۷۲-۴۰۵)

۱۹۔ابن العمادالحنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"وكان---من أكابرالحافظ ببغدادعالمًا متفقًاعليه امامًا ابن امام۔۔"(شذرات الذهب:۲/۱۶۸)

۲۰۔ابوالشیخ الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"وکان من العلماءالکبار۔۔"(طبقات المحدثین باصبهان:۳/۳۰۳-۳۷۰)

۲۱۔امام بیہقی نے ابن داود رحمۃ اللہ علیہما کے بارے میں فرمایا:"أحدحفاظ عصره وعلماءدهره"وہ اپنے زمانے کے حفاظ اور علماء میں سے ایک تھے۔(دلائل النبوة:۲/۴۰،ح:۲۲۸۴،باب مافی کلام الذئب)

۲۲۔امام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل نے ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہما کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:"هذاحديث صحيح"(الاحاديث المختارة:۷/۷۶،ح:۲۴۸۶)

۲۳۔ضیاء مقدسی نے المختارۃ میں ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہما سے روایت لی۔(دیکھئے فقرہ سابقہ:۲۲)

۲۴۔ قاضی ابوالحسین محمد بن ابی یعلیٰ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "وكان فهمًا عالمًا حافظًا" (طبقات الحنابلہ: ۲/۵۱-۵۹۵)

۲۵۔ محمد بن علی بن احمد الداودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۵ھ) نے کہا: "وبرع وسادالأقران" اور آپ ماہر ہوئے اور اپنے دور کے لوگوں کے سردار بن گئے۔ (طبقات المفسرين: ۱٦٦-۲۲۲)

مذکورہ اقوال میں بعض صرف تعریفی کلمات ہیں، صریح توثیقات نہیں، لیکن عام اقوال وحوالے توثیقات والے ہیں، لہٰذا ثابت ہو کہ امام ابو بکر عبداللہ بن ابی داود سلیمان بن اشعث السجستانی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق، صحیح الحدیث اور حسن الحدیث راوی ہیں۔ الحمدللہ

جمہور کی توثیق کے بعد ان پر بعض علماء مثلاً ابن صاعد وغیرہ کی جرح مردود ہے۔

فائدہ: امام ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کا بہترین دفاع متأخرین میں سے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ عصر امام عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب: التنکیل میں کیا ہے۔

تصانیف: امام ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتابیں لکھیں، جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

۲: كتاب المصاحف (مطبوع)

۳: كتاب البعث (مطبوع)

۳: مسند عائشة (مطبوع)

٤: كتاب المصابيح فى الحديث

٥: كتاب فضائل القرآن

٦:کتاب الناسخ والمنسوخ

٧:کتاب التفسیر،وغیرہ

حافظہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم الشان حافظہ عطافرمایا تھا۔

ا:احمد بن ابراہیم بن شاذان رحمۃ اللہ علیہ (ثقہ) سے روایت ہے کہ ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن اللیث کے دور میں سجستان(اصبہان) گئے تو اصحابِ حدیث ان کے پاس اکٹھے ہوگئے اور کہا کہ انہیں حدیثیں بیان کریں،ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا اور کہا:میرے پاس کتاب نہیں ہے۔ انہوں نے کہا:ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ ہوں اور کتاب؟،ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:پس انہوں نے جوش دلا کر مجھے مجبور کر دیا تو میں نے اپنے حافظے سے انہیں تیس ہزار حدیثیں سنائیں ،جب میں بغداد آیا تو بغدادیوں نے کہا: ابن ابی داود سجستانی رحمۃ اللہ علیہ(اصبہان) گئے اور لوگوں کے ساتھ تماشا کر دیا(یعنی بیوقوف بنادیا) پھر چھ دینار کے ذریعے سے انہوں نے سجستان کی طرف ایک تیز قافلہ روانہ کیا تاکہ (ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کی لکھائی ہوئی حدیثوں کا)نسخہ لکھ لائیں ،پس وہ لکھا گیا اور بغداد لایا گیا اور حفاظ حدیث کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے مجھ پر چھ روایات میں غلطی کا الزام لگایا،ان میں سے تین روایات اسی طرح تھیں جس طرح میں نے اپنے استادوں سے سنی تھیں اور تین روایات میں مجھے غلطی لگی تھی۔(تاریخ بغداد:٤٦٦/٩،وسندہ صحیح- تاریخ دمشق:٨٣/٢٩)

سبحان اللہ !حافظے سے تیس ہزار روایتیں بیان کیں اور صرف تین روایتوں کی سند میں غلطی لگی،یہ بے پناہ حافظے کی دلیل ہے!۔

عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ قرآن کے مستند ومتقن حافظ بعض قرأت قرآن میں غلطی لگ جاتی ہے،لہٰذا ہزاراحادیث میں سے صرف ایک کی سند میں غلطی لگ جانا اس کی دلیل ہے کہ ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے حافظِ حدیث تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ

۲:امام ابو علی الحسین بن علی الحافظ النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایتیں اصبہان میں بیان کی تھیں، جن میں سے صرف دوروایتوں میں غلطی لگی تھی۔(تاریخ دمشق:۸۲/۲۹،وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ سجستان (کے علاقے) سے یہاں مراد اصبہان ہے اور یہی راجح ہے۔واللہ اعلم

ابوذر عبد بن احمد الہروی کی ابن شاذان رحمۃ اللہ علیہما سے روایت میں بھی اصبہان کا لفظ ہے۔(تاریخ دمشق :۲۹/ ۸۲،وسندہ صحیح)

لہٰذا ہوسکتا ہے کہ ابوالقاسم الازہری (شیخ الخطیب) کو سجستان کے لفظ میں غلطی لگی ہو۔واللہ اعلم

۳:امام ابو حفص ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے فرمایا:"أملی علینا ابن أبی داودنحو العشرین سن،مارأیت بیدہ کتابًا،انماکان یُملی حفظًا"ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں بیس سال کے قریب حدیثیں لکھائیں ،میں نے آپ کے ہاتھ میں کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی ،وہ تو صرف حافظے سے (زبانی)حدیثیں لکھاتے تھے۔(تاریخ دمشق:۸۳/۲۹،وسندہ صحیح)

۴:ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:جب ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ (آخر میں)نابینا ہوگئے تو منبر پر بیٹھتے اور ان کا بیٹا ابو معمر اُن سے ایک درجہ نیچے بیٹھ جاتا،اس کے ہاتھ میں کتاب ہوتی تھی،وہ کہتا:فلاں حدیث،تو وہ پوری حدیث (مع سند و متن) پڑھ لیتے تھے،انہوں نے ایک دن قنوت (یافتوں) والی (لمبی) حدیث زبانی سنادی تو ابو تمام الزینبی نے کھڑے ہو کر کہا:اللہ کی قسم !میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا اِلا یہ کہ ابراہیم الحربی ہوں ۔الخ(تاریخ دمشق:۸۳/۲۹،وسندہ صحیح)

<u>**ملفوظات**</u>:امام ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کے چند ملفوظات کتابی ترقیم کے مطابق درج ذیل ہیں

۱)امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے استاذ(امام)ابو بکر بن ابی داود السجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۱: تمسک بحبل اللہ واتبع الھدی	ولا تک بدعیًا لعلک تفلح
۲: ودن بکتاب اللہ والسنن التی	أُتت عن رسول اللہ(ﷺ) تنجو وتربح
۳: وقل غیر مخلق کلام ملیکنا	بذلک دان الأتقیاء وافصحوا
۱۵: وقل: ان خیر الناس بعد محمد	وزیراہ قدمًا ثم عثمان(رضی اللہ عنہ) أرجح
۱۶: ورابعھم خیر البریۃ بعدھم	علی(رضی اللہ عنہ) حلیف الخیر بالخیر منجح
۱۷: وأنھم والرھط لاریب فیھم	علیٰ نجب الفردوس فی الخلد یسرح
۲۴: ومن بعدھم فالشافعی وأحمد	اماما الھدی من یتبع الحق یفصح
۲۶: وقل خیر قول فی الصحابۃ کلھم	ولاتک طعانًا بعیب وتجرح
۳۸: ودع عنک آراء الرجال وقولھم	فقول رسول اللہ(ﷺ) أزکی وأسرح
۳۹: ولاتک من قوم تلھوا بدینھم	فتطعن (صح)فی أھل الحدیث ویقدح
۴۰: اذاما اعتقدت الدھر یاصاح ھذہ	فأنت علیٰ خیر تبیت وتصبح

الترجمۃ

۱:اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ اور ہدایت کی اتباع کر اور بدعتی نہ بننا، تاکہ تو فلاح پا جائے۔

۲: کتاب اللہ(قرآن)اور رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ سنتوں(حدیثوں)کو اپنا دین بنا، نجات پا جائے گا اور نفع میں رہے گا۔

۳:اور کہہ: ہمارے مالک(اللہ)کا کلام غیر مخلوق ہے، یہی عقیدہ متقین کا ہے اور انہوں نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔

۱۵: اور کہہ: محمد ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر آپ کے دونوں قدیم وزیر (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) ہیں، پھر (تیسرے نمبر پر) عثمان رضی اللہ عنہ راجح ہیں۔

۱۶: اور چوتھے نمبر پر خیر البریہ (پوری جماعت میں سب سے بہتر) علی رضی اللہ عنہ ہیں، خیر کا دوست خیر کے ساتھ کامیاب ہوتا ہے۔

۱۷: یہ ایسی جماعت ہے جس کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ جنت کی خوبصورت سواریوں پر ہمیشہ سیر کریں گے۔

۲۴: اور ان کے بعد پھر شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہدایت کے امام ہیں، جو حق کی پیروی کرتا ہے صاف اور فصیح کلام کرتا ہے۔

۲۶: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اچھی بات ہی کہنا، عیب جوئی اور طعن نہ کرنا (ورنہ) تو (صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں) جرح کرنے والا (بلکہ مجروح) ہو جائے گا۔

۳۸: لوگوں کی آراء و قوال (اگر کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو) چھوڑ دے، پس رسول اللہ ﷺ کا قول سب سے بہتر اور سب سے روشن ہے۔

۳۹: ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو اپنے دین کے ساتھ کھیلتے ہیں، پس تُو اہلِ حدیث کے بارے میں طعن اور جرح کرنے والا بن جائے گا (اور بذاتِ خود مجروح ہو جائے گا)۔

تَنْبِیہ: اصل میں "فیطعن" ہے جبکہ زیادہ راجح "فتطعن" ہے۔ (دیکھئے: سیر اعلام النبلاء للذهبي: ۲۳۶/۱۳)

۴۰:اے میرے دوست!اگر تو یہ عقیدہ ہمیشہ رکھے گا تو پھر تیرے دن اور رات خیر پر رہیں گے۔(شرح مذاهب اهل السنةالا بن شاهين:۳۲۱-۳۲۳)

امام ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار کے بعد فرمایا:یہ میرا قول ہے،میرے والد(امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ) اور احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے،ہم نے جن علماء کو دیکھا ہے اور جنہیں نہیں دیکھا ان سے یہی عقیدہ پہنچا ہے،جو شخص اس کے علاوہ میری طرف کچھ اور منسوب کرے تو اس نے جھوٹ بولا ہے۔(شرح مذاهب اهل السنة،صفحه:۳۲۳)

نیز دیکھئے:كتاب الشريعةللآجري(نسخة مرقمه:۹۷۳-۹۷۵نسخة محققة:۵/۲۵۶۳-۲۵۶۵؟)

سير اعلام النبلاء:۱۳/۲۳۳-۲۳۶،سنده صحيح-

العلوللعلى الغفار(نسخه محققة:۲ /۱۲۲۰-۱۲۲۳،ح:٤٨٨،وقال الذهبي:"هذا القصيدة متواترة عن ناظمها،رواهاالآجري وصنف لها شرحًا") اور شیخ عبدالرزاق بن عبد المحسن بن حمدالبدرالمدنی(من امعاصربين وهوثقة ابن ثقة)کی کتاب: التحفةالسنيه شرح منظومة ابن ابى داودالحائية(ص:۹-۱۲٤)

فائدہ:اس قصیدے سے ثابت ہوا کہ امام ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ مقلد نہیں بلکہ اہلِ حدیث میں سے تھے،لہٰذا انہیں حنبلی کہنے کا مطلب مقلد نہیں بلکہ امام احمد ان حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے پر ہونا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم

۲:امام ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ سے زندگی کے کسی دور میں بھی ناصبی ہونا ثابت نہیں اور قصیدہ حائیہ (دیکھئے رقم سابق:۱)اس الزام کے باطل ہونے کی واضح دلیل ہے۔

۳: امام ابو القاسم عبد اللہ بن الحسن بن سلیمان المقرئی ابن النخاس رحمۃ اللہ علیہ (ثقہ) نے کہا: "میں نے ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا: میں سجستان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور میں ان کی حدیثیں جمع کر کے کتاب لکھ رہا تھا، ان کی گھنی داڑھی تھی، درمیانہ قد گندمی رنگ، آپ نے موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے، میں نے کہا: اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، تو انہوں نے فرمایا: میں دنیا میں پہلا صاحبِ حدیث (اہل حدیث) تھا (جس نے شاگردوں کی ایک فوج تیار کی) الخ"۔(تاریخ بغداد:٤٦٧/٩،سنده صحيح)

اولاد: آپ کے تین بیٹے: ابو داد محمد، ابو عمر عبید اللہ، ابو احمد عبد الاعلیٰ اور فاطمہ سمیت پانچ بیٹیاں تھیں۔

وفات: امام ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ ۱۷/ ذوالحجہ ۳۱۶ھ کو فوت ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ لوگوں نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۳/ جنوری ۲۰۱۱ء)

(یہاں پر امام ابو بکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ختم ہوتا ہے)

۸۔ یعلیٰ بن عبید الکوفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "اتق اللؤلؤی" لؤلؤی سے بچو۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ "اس قول کی سند میں حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد قاسم بن خلف الدوری کا ترجمہ ہمیں اسماء الرجال کی متداول کتب میں نہیں ملا۔۔۔" تو عرض ہے کہ اس قول کی سند میں قاسم بن خلف نہیں بلکہ ہیثم بن خلف الدوری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ (دیکھئے: کتاب الضعفاء للعقیلی مطبوعہ دارالصمیعی الریاض ۱/ ۲۴۶-۲۷۶، دوسرا نسخہ: دار مجد الاسلام القاهرة مصر: ۱/ ۲۷۸-۲۸۵) ۔ ہیثم بن خلاف الدوری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۰۷ھ) ثقہ ہیں۔ (دیکھئے: سیر اعلام النبلاء: ۱۴/ ۲۶۱- تاریخ بغداد: ۱۴/ ۶۳)

۹۔ ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ضعيف الحديث، ليس بثقة ولا مأمون" وہ (لؤلؤی) حدیث میں ضعیف تھا، ثقہ اور قابلِ اعتماد نہیں تھا۔ (الجرح وتعديل: ۳/ ۱۵- علل الحديث: ۲/ ۴۳۲، ح ۲۸۰۶)

۱۰۔ اسحاق بن اسماعیل الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ (ثقہ عند الجمہور) نے کہا: "ہم وکیع رحمۃ اللہ علیہ (بن الجراح) کے پاس تھے کہ کہا گیا، بے شک اس سال بارش نہیں ہو رہی، قحط ہے، تو انہوں نے فرمایا: قحط کیوں نہ ہو؟ حسن اللؤلؤی اور حماد بن ابی حنیفہ، جو قاضی بنے بیٹھے ہیں"۔ (الضعفاء للعقيلي: ۱/ ۲۲۸ وسنده صحيح)

تنبیہ: اس عبارت کا ترجمہ ماہنامہ الحدیث (عدد ۱۶ ص ۳۶) غلط چھپ گیا تھا۔

فائدہ: طالقانی سے اس قول کے راوی ادریس بن عبد الکریم المقرئی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں۔ (دیکھئے: تاريخ بغداد: ۷/ ۱۴) اور اُن سے امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

۱۱۔ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۹ھ) نے فرمایا: "اسد بن عمرو، محمد بن الحسن اور لؤلؤی سے اللہ فارغ ہو چکا ہے"۔ (احوال الرجال، صفحہ: ۷۶-۷۷ رقم: ۹۶-۹۹) ❁ یعنی اللہ نے ہمیں اُن سے نجات دے دی ہے یا یہ کہ وہ اللہ کی عدالت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے مقامات پر پہنچ چکے ہیں، واللہ اعلم۔

۱۲۔امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بن زیاد (اللؤلؤی) کو کتاب الضعفاء میں ذکر کر کے جرح نقل کی اور کسی قسم کا دفاع نہیں کیا۔

۱۳۔ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے (اللؤلؤی) کتاب الضعفاءوالکذابین(کتاب الضعفاء والکذابین للجوزی: ۷۲، ترجمہ:۱۱۸) میں ذکر کیا۔

۱۴۔ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "اور وہ ضعیف ہے۔۔۔الخ"۔(الکامل لا بن عدی :۷۳۲/۲)

۱۵۔ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے:تاریخ اسماءالضعفاءوالکذابین(ص۷۲ترجمۃ:۱۱۸) میں ذکر کیا۔

۱۶۔حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "لوگوں نے اس میں کلام کیا ہے اور وہ (اللؤلؤی) حدیث میں کچھ چیز نہیں ہے"۔(الانساب:۱٤٦/٥)

۱۷۔ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۰ھ) نے فرمایا: "اور وہ (اللؤلؤی) روایت میں سخت ضعیف ہے کئی (علماء) نے اسے کذاب کہا ہے اور وہ بڑا فقیہ تھا"۔(غایۃالنہایہ فی طبقات القراء:۲۱۳/۱-۹۷۵)

۱۸۔حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۷ھ) نے کہا: "اور وہ (اللؤلؤی) متروک ہے"۔(مجمع الزوائد:٢٦٢/٦)

۱۹۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے کہا: "اس کے ضعف کی وجہ سے انہوں (محدثین) نے کتبِ ستہ میں اس سے روایت نہیں لی اور وہ فقہ میں سردار تھا"۔(العبرفی خبرمن غبر:۱ /۲۷۰ وفیات۲۰٤ھ)ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے (دیوان الضعفاء:۱۸۵/۱-۹۰۵) میں ذکر کیا ہے۔

۲۰۔زیلعی حنفی نے حسن بن زیاد(اللؤلؤی) کے بارے میں لکھا:"ونقل عن آخرين انهم رموه بحبّ الشباب وله حكايات تدل علىٰ ذلک"پھرانہوں(ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)نے دوسروں سے نقل کیا کہ یہ لڑکوں سے محبت کرتا تھااوراس کے قصے اس پر دلالت کرتے ہیں۔(نصب الراية:۵۳/۱)

۲۱۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ(متوفی:۸۰۴ھ)نے فرمایا:"وهذاالاسناد ضعيف ،الحسن (بن)زياد كذاب،قلة غيرواحد"(البدر المنير:۵۰۱/۵)

ظہور احمد دیوبندی حضروی کے(۱۸)حوالے

جمہور محدثین کی اس جرح کے مقابلے میں ظہور احمد دیوبندی حضروی نے اٹھارہ(۱۸)حوالے پیش کئے ہیں، جن کا جائزہ درج ذیل ہے:

(۱):-امام یحییٰ بن آدم(متوفی ۲۰۳ھ)نے فرمایا:"مارأيت رجلاً قط أعلم من اللؤلؤى"میں نے لؤلؤی سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا۔(معرفةالرجال:۹۲۷-۹۶۰ ،روايةابن محرز) ، (تلامذہ... ص:٤٦٩،ملخصاً مع التصرف)- اس قول کے بنیادی راوی ابو العباس احمد بن محمد بن قاسم بن محرز البغدادی کی توثیق نامعلوم ہے، لہٰذا ابن محرز کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے یہ قول ثابت نہیں۔

(۲):-امام احمد بن عبد الحمید بن خالد الحارثی الکوفی(متوفی ۲۶۹ھ)نے کہا:"مارأيت احسن خلقًا من الحسن بن زيادولاأقرب مأخذًاولاأسهل جانبأمع توفرفقهه وعلمه وزهده دورعه وكان يكسومماليكه كسوةنفسه"میں نے حسن بن زیاد سے زیادہ اچھے اخلاق والا کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ قریب المأخذ و نرم جانب والا کوئی دیکھا ہے، اس کے ساتھ وہ، وافر فقہ، علم، زہد اور پرہیز گاری والے تھے اور آپ اپنے غلاموں کو اسی طرح کے کپڑے پہناتے تھے جس طرح کے خود پہنتے تھے۔(مناقب الصيمرى:۱۳۱- تاريخ بغداد:۳۱۵/۷)- اس قول کی سند میں احمد بن محمد المسکی کی توثیق نامعلوم ہے۔

(۳):-امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ(متوفی ۳۵۴ھ)بحوالہ کتاب الثقات(۸/ ۱۶۸)- یہ راوی حسن بن زیاد الکوفی نہیں، بلکہ حسن بن زیاد الہمدانی ہے۔(تحقیق کے لئے دیکھئے:اسد الغابة:۳۳۰/۳-معرفةالصحابه لابى نعيم :۱۸۸۱/٤، ح:٤٨٣٢ ،ب،اور راقم الحروف کا مضمون:"ظہور احمد کی دس(۱۰)دورُخیاں اور دوغلی پالیسیاں" فقرہ نمبر:۵)

(۴):-مسلمہ بن القاسم القرطبی(۳۵۳ھ)نے کہا:"وکان ثقة"(لسان المیزان:۲۵۰/۳) -مسلمہ بذاتِ خود جمہور کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے:

مسلمہ بن القاسم القرطبی کو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا اور فرمایا:"ولم یكن بثقة"اور وہ ثقہ نہیں تھا۔(سیراعلام النبلاء:۱۱۰/۱٦)

ابن الفرضی(متوفی ۴۰۳ھ)نے کہا:"وسمعت من ینسبه الی الکذب"محمد بن احمد بن یحییٰ القاضی نے فرمایا:وہ کذاب نہیں تھا لیکن وہ ضعیف العقل تھا۔(تاریخ العلماءوالرواةللعلم بالاندلس:۱۳۰/۲-۱٤۲۳)

ابو جعفر المالقی نے کہا:"فیه نظر"ہمارے علم کے مطابق کسی نے بھی مسلمہ بن القاسم کی توثیق نہیں کی اور اس کا مشبہہ میں سے نہ ہونا یا کذاب نہ ہونا اُس کے ضعیف ہونے کے منافی نہیں اور جب جمہور محدثین کی صریح جرح موجود ہے تو ظہور و نثار کی کوئی سنتا ہے ؟!

یاد رہے کہ ہمارا منہج واضح اور روشن ہے کہ جرح وتعدیل میں جمہور محدثین کو ہمیشہ ترجیح حاصل ہے اور ہم ظہور و نثار کی طرح مداری پن اور قلابازیوں کے قائل نہیں،ورنہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمہ بن القاسم نے امام طحاوی کو ثقہ جلیل القدر فقیہ البدن وغیرہ قرار دے کر لکھا ہے:"وکان یذهب مذهب أبی حنیفةوکان شدیدالعصبیةفیه"اور وہ ابو حنیفہ کے مذہب پر تھے اور وہ اس میں شدید تعصب والے (سخت متعصب)تھے۔(لسان المیزان :۲۷٦/۸،دوسرا نسخہ:٤۱۷/۸)

کیا ظہور و نثار اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شدید متعصب تھے ؟!

(۵):-امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۱۶ھ)"اخرج له في مستخرجه"عرض ہے کہ ہمیں مستخرج ابی عوانہ میں حسن بن زیاد لوٴلوٴی کی کوئی حدیث نہیں ملی اور جلد:۱، صفحہ ۲۰، حدیث نمبر:۱۶والی روایت میں مطلقاً حسن بن زیاد ہے، لوٴلوٴی کی صراحت نہیں، لہٰذا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت محل نظر ہے۔

یاد رہے کہ مستخرج ابی عوانہ میں عبد العزیز بن محمد الدراوردی، ابو بکر بن ابی داود، نعیم بن حماد اور محمد بن اسحاق بن یسار رحمۃ اللہ علیہم وغیر ہم کی روایات بھی موجود ہیں، اور ان راویوں پر ظہور احمد آلِ دیوبند ظالمانہ جرح کرتے ہیں، ظہور وشار کی یہ دوڑخیاں اور دوغلی پالیسیاں کب تک جاری رہیں گی؟!

(۶):-ابو الفرج ابن الندیم الرافضی (متوفی ۳۸۵ھ) نے کہا:"وكان فضلاً عالمًا بمذاهب أبي حنيفة في الرأي"(الفهرست:۲۵۸) یہ شخص بقولِ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ:"غير موثوق به"یعنی غیر ثقہ اور بقولِ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ: رافضی معتزلی تھا، لہٰذا ابن انجب کا اس کی تعریف کرنا مردود ہے۔

جمہور محدثین کرام کی جرح کے بعد "فاضل عالم"کلماتِ توثیق میں سے نہیں، لہٰذا غیر ثقہ رافضی معتزلی کی تعریف سے استدلال باطل ہے۔

(۷):-امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ): روى له في المستدرك(۳/۱۲۳، ح:۴۵۹۲)

عرض ہے کہ اس میں اللوٴلوٴی کی صراحت نہیں، لہٰذا اس استدلال میں نظر ہے۔

(۸):-امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) قال:"وهذا أصح ماقيل"الخ-(بحواله استيعاب: ۵۷۲)

عرض ہے کہ الاستیعاب (۱/۲۳۱-۵۷۳) میں بھی اللوٴلوٴی کی صراحت نہیں اور مختلف روایات میں سے کسی کو اصح قرار دینا تصحیح نہیں ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ترمذی میں پہلی حدیث امام سما بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بیان کی اور فرمایا:"هذا الحديث أصح شئ فى هذاالباب وأحق"(ح ا)

اس کی تشریح میں محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:"امام ترمذی مختلف حدیثوں کے بارے میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں، اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس باب میں یہ حدیث سب سے بہتر سند کے ساتھ آئی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ حدیث فی نفسہٖ بھی صحیح یا حسن ہو، بلکہ بعض اوقات حدیث ضعیف ہوتی ہے، لیکن چونکہ اس باب میں اس سے بہتر سند والی حدیث موجود نہیں ہوتی، اس لئے اس کو اصح یا حسن کہہ دیا جاتا ہے، البتہ مذکورہ حدیث فی نفسہٖ بھی صحیح ہے۔"(درس ترمذی:١/١٦٠)

ثابت ہوا کہ اصح سے توثیق کشید کرنا نرا مغالطہ ہے۔

(٩):-ابن انجب (متوفی ٦٧٤ھ) نے لکھاہے:"كان فاضلاً عالمًا"(الدرالثمين فى اسماء المصنفين:٣٥٠)

جرح کے مقابلے میں یہ کلماتِ توثیق میں سے نہیں۔

نیز دیکھئے ظہور احمد کے فقرات میں سے فقرہ نمبر-٦-کا جواب۔

(١٠):-عبدالقادر القرشی(٧٧٥ھ) یہ ایک غالی حنفی تھا، جس کے حوالے کی محدثین کرام کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں اور نہ یہ شخص ائمہ جرح وتعدیل میں سے تھا۔

(١١):-امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ(متوفی ٧٢٨ھ) نے کہا:"والحسن بن زياد أكثرهم تفريعًا" اور ان لوگوں میں تفریعات نکالنے میں حسن بن زیاد سب سے زیادہ تھا۔(مجموع الفتاویٰ:٢٠/١٤١)

اس عبارت میں کسی قسم کی توثیق کا نام ونشان تک نہیں، بلکہ مسلمہ بن القاسم جیسی عقل والے لوگوں کا استدلال اس جیسی عبارات پر ہی ہوتا ہے۔ سبحان اللہ!

(۱۲):-امام سمش الدین ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے حسن بن زیاد کو کوفہ کے مشہور اور کبار فقہاء میں شمار کیا ہے۔

اس میں توثیق کہاں سے آگئی ہے؟ سبحان اللہ!

(۱۳):-امام شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے کہا: وہ ذکی ترین لوگوں میں سے تھے اور آپ کا شمار رائے کے ماہر ترین لوگوں میں ہوتا ہے۔(سیر اعلام النبلاء:۵۳۴/۹)

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "الامام" اور "العلامة" قرار دیا۔

عرض ہے کہ یہ توثیق نہیں اور اس کے مقابلے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لولوی مذکور کو اپنی کتابوں: دیوان الضعفاء(۱/۱۸۵-۹۰۵) اور المغنی فی الضعفاء(۱/۲۴۸-۱۴۰۵) میں ذکر کیا اور فرمایا:"قلت: لم يخرجواله فی الكتب السنةلضعفه ،كان رأسًافی الفقه" میں نے کہا: کتبِ ستہ والوں نے اس کے ضعف کی وجہ سے اس سے روایت بیان نہیں کی اور وہ فقہ میں سردار تھا۔(العبر فی خبر من غبر:۲۷۰/۱،وفیات:۲۷۰ھ)

اس جرح کے مقابلے میں ظہور احمد نے یہ ڈراما کیا ہے کہ "اصحاب صحاح ستہ کا کسی شخص سے روایت نہ لینا اس شخص کے ضعف کو مستلزم نہیں ہے۔۔۔"(تلامذہ، ص:۵۱۴)

حالانکہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مجر د روایت نہ لینا نہیں لکھا بلکہ "لضعفه" کا لفظ لکھا ہے: اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے۔

ظہوراحمد نے لکھا ہے:"اورخود زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھاہے کہ جس شخص کو "الامام الفقیہ" قراردیاجائے اس کامقام صدوق ہے۔"(تلامذہ۔۔۔ص:۴۸۳،بحوالہ الحدیث شمارہ:۷،ص:۱۳)

ماہنامہ الحدیث حضرو کے صفحہ مذکورہ پر ظہوراحمد کی لکھی ہوئی عبارت قطعاًموجودنہیں،بلکہ راقم الحروف نے اپنی طرف سے ایک راوی کے بارے میں بطورِ اجتہاد لکھاتھا:"اس کا مقام صدوق کا مقام ہے۔"(الحدیث :۷،ص:۱۳)

یہ میری اپنی رائے ہے اور اس ذاتی رائے سے بھی رجوع کااعلان ہے۔ الحمدللہ

(۱۴):- بدرالدین العینی(متوفی ۸۸۵ھ) یہ ایک متعصب حنفی تھا،لہٰذاجمہور محدثین کے مقابلے میں اس کے حوالے کاوجود اور عدم وجود ایک برابر ہے۔

عبدالحیٔ لکھنوی نامی ایک مولوی (جسے ظہوراحمد نے امام کالقب دے رکھاہے،دیکھئے فقرہ:۱۸)نے عینی کے بارے میں لکھاہے:"ولولم يكن فيه رائحة التعصب لامذهبي لكان أجودوأجود"اور اگراس میں مذہبی تعصب کی بُونہ ہوئی تو بہتر تھااور بہتر تھا۔(الفوائد البهيه،ص:۲۰۸)

(۱۵):-امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی ۸۵۲ھ)عرض ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بن زیاداللؤلؤی کی توثیق قطعاًنہیں کی،لہٰذا ظہوراحمد نے اُن پر جھوٹ بولاہے۔

ظہوراحمد نے لکھاہے:"جب کہ خود علی زئی کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري"جو حدیث نقل کرکے اس پر سکوت کریں،وہ ان کے نزدیک کم از کم حسن ضرور ہوتی ہے۔"(تلامذہ۔۔۔ص:۴۸۲)

عرض ہے کہ یہ میری بات ہرگز نہیں، بلکہ استاذ محترم حافظ عبدالمنان نورپوری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ہے۔(طبع مارچ ۲۰۰۴ء) اور اس عبارت کو نورالعینین کے بعد والے طبعات سے نکال دیا گیا ہے۔(دیکھئے نورالعینین طبع اپریل ۲۰۱۱ء، صفحہ:۱۸۲، طبع دسمبر ۲۰۰۷، صفحہ:۱۸۲، طبع دسمبر ۲۰۰۶، صفحہ ۱۸۲)

لہٰذا ظہور احمد نے عبارت مذکورہ میں راقم الحروف کے بارے میں صریح جھوٹ بولا ہے۔

(۱۶):- ابن تغری بردی (متوفی ۸۷۴ھ) نے لکھا ہے:"الامام أحد العلماء الأعلام..." یوسف بن تغری بردی ایک حنفی مولوی تھا اور بس!

اسماء الرجال کے مقدس علم میں جلیل القدر محدثین کے مقابلے میں ابن تغری بردی کے حوالوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۷):-بارہویں صدی ہجری کے شافعی مولوی ابن الغزی (متوفی ۱۱۶۷ھ) کا حوالہ!

عرض ہے کہ شرم کریں!

(۱۸):-چودھویں صدی کے متعصب مولوی عبدالحئ لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) کا حوالہ!

عرض ہے کہ شرم کریں اور اللہ سے ڈریں!

حسن بن زیاد اللؤلؤی پر درج ذیل محدثین کرام نے جرح کی ہے:

امام یحییٰ بن معین، امام دارقطنی، امام یعقوب سفیان الفارسی، امام نسائی، امام یزید بن ہارون، امام محمد بن رافع نیشاپوری، امام حسن بن علی الحلوانی، امام یعلیٰ بن عبید، امام ابوحاتم الرازی، امام وکیع، امام جوزجانی، امام عقیلی، امام ابن الجوزی، امام ابن عدی، امام ابن شاہین، حافظ سمعانی، حافظ ہیثمی اور حافظ ذہبی وغیرہم۔ رحمۃ اللہ علیہم

ان کے مقابلے میں ظہور احمد نے درج ذیل نام پیش کئے ہیں:

۱: یحییٰ بن آدم (قول ہی ثابت نہیں)

۲: احمد بن عبد الحمید الحارثی (ثابت نہیں)

۳: ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (ثابت نہیں)

۴: مسلمہ بن قاسم (بذاتِ خود ضعیف ہے)

۵: ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ (مشکوک حوالہ ہے)

۶: ابن الندیم (بذاتِ خود رافضی معتزلی اور غیر ثقہ تھا)

۷: حاکم (توثیق ثابت نہیں)

۸: ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (توثیق ثابت نہیں)

۹: ابن انجب

۱۰: عبد القادر قرشی (حنفی غالی مولوی تھا)

۱۱: ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (توثیق ثابت نہیں)

۱۲: ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ (توثیق ثابت نہیں)

۱۳: ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (توثیق ثابت نہیں)

۱۴: عینی (متعصب مولوی اور غالی حنفی تھا)

۱۵: ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (توثیق ثابت نہیں)

۱۶: ابن تغری بردی (حنفی مولوی تھا)

۱۷: ابن الغزی

۱۸: عبدالحئ لکھنوی (غالی حنفی مولوی تھا)

ایک دو حوالوں کی بنیاد پر ظہور احمد صاحب امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور محدثین کرام کی شدید جروح کو رد کرنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ!

معلوم یہی ہوتا ہے کہ شیعہ روافض کی طرح آلِ دیوبند کا اسماء الرجال اور ہے اور اہلِ سنت کے محدثین کرام کا اسماء الرجال اور ہے۔

وما علینا الا البلاغ

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱/ شعبان ۱۴۳۳ھ، بمطابق: ۲/ جولائی ۲۰۱۲ء